

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

## تعارف شاہ ارسل

شاہ ارسل کا تحفہ میلاد اور میلادی بادشاہان اسلام

{مصنف}

فیض ملت، آفتاب السنّت، امام المناظرین، رئیس المصنفین  
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

بإعتماد حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

(ناشر) عطاری پبلشرز (مدینۃ المرشد) کراچی

## پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَحْمِدهٖ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اما بعد! اہل بیت سے کسی نے پوچھا کہ تیرا سب سے بڑا دشمن کون؟ اس نے کہا (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہی حال دشمنانِ میلاد کا ہے کہ ان کے نزدیک انکا سب سے بڑا دشمن وہی ہے جو میلاد شریف کا عاشق ہو۔ اس کی تصدیق کرنی ہے تو حرمین طہیین کے مکینوں کو دیکھ لو کہ نجدیوں کو اس سے کتنی دشمنی ہے جو میلاد شریف کی محفل و مجلس کا انعقاد کرتا ہے یہی حال نجدیوں کے چیلوں کا ہے کہ میلاد شریف کی محافل و مجالس کے منعقد کرنے والوں سے کتنا دشمنی اور بغض و عداوت رکھتے ہیں اس کی ہزاروں مثالیں ہیں انہیں ایک شاہِ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دشمنی بھی ہے کہ اس بادشاہِ مرحوم نے میلاد شریف زندگی بھر بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے منایا۔ ان لوگوں نے تاریخ کو مسخ کر کے ایسا غلط کارہ بتایا کہ گویا دنیا بھر میں اس سے بڑھ کر اور کوئی فاسق و فاجر نہیں۔ فقیر نے تاریخ سے ثابت کیا ہے کہ شاہِ اربل مرحوم سلطانِ ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دایاں ہاتھ تھا اور اس کی سیرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ کم نہ تھی۔ حالات پڑھنے کے بعد یقین کریں کہ میلاد کے دشمنوں نے کس طرح اپنا انجام برباد کیا۔

فَقَطُّ وَالسَّلَامُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی آلِهِ وَ اصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی خلق قبل الاشیاء نور شیاء نور نبینا من نوره فهو

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور الانوار وعلی آلہ واصحابہ الاظهار

اما بعد! ایک برادری نے میلاد شریف بدعت کر رٹ لگا کر ایسا بدنام کیا کہ عوام سمجھنے لگ گئے کہ واقعی یہ محافل بدعت ہیں حالانکہ بدعت نہیں بلکہ یہ دوسرے تمام اسلامی احکام کی طرح خیر القرون کا ایک اسلامی عمل ہے تو جیسے دوسرے احکام کے طریقے بدلتے رہے اور اسماء بھی صدیوں بعد رکھے گئے ایسے ہی میلاد شریف کو سمجھئے مثلاً ہماری فقہ اس کے جملہ احکام و مسائل خیر القرون میں تھے لیکن نہ اس کے یہی اصطلاحی اسماء اگر کوئی بد و ماغ فقہ اسلامی کو بدعت کہہ کر ٹھکرائے اور بدعت کا الزام لگائے تو ہم اسے اسلام کا دشمن کہیں گے ایسے ہی دشمن میلاد کو سمجھئے۔

### قاعدہ اسلامی

عادت الہی یہی ہے کہ کائنات کی ہر شے اور فکر و عمل کو رفتہ رفتہ آگے بڑھاتا ہے پھر شباب تک پہنچتا ہے کوئی چیز اچانک ابتدائے سے انتہا تک نہیں پہنچ پاتی۔ صدیاں لگتی ہیں۔

### میلاد

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلفائے راشدین تابعین تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صلحائے اُمت رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنتوں اور طریقوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے ولادت باسعادت کی خوشیاں بھی رفتہ رفتہ سمت کراہت کے نقطے پر آگئیں اور پھر باضابطہ اور باقاعدہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلیں سچے لگیں اور ان کو بچتا تھا۔ تو ریت میں اشارے ہو رہے تھے، انجیل میں اشارے ہو رہے تھے اور قرآن میں صاف صاف ہدایت کی جارہی تھی تو پھر شباب کی وہ گھڑی کب آئی؟ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے میلاد کی مجلسوں کا رواج غالباً چوتھی صدی سے ہوا اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، کاروائی تین صدیوں تک محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضابطہ میں نہ آئی پھر جو اس کا سلسلہ شروع ہوا تو آج تک قائم ہے۔ وہ لکھتے ہیں، اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں۔ اس رات لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔

## مروجہ میلاد شریف کی تاریخ

میلاد شریف کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتداء اربل کے حکمران سلطان مظفر نے کی جس کا پورا نام ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن سبکتگین ہے۔ اس کا شمار عظیم المرتبت سلاطین اور فیاض امراء میں ہوتا ہے اس نے کئی اور نیک کارنامے بھی سرانجام دیے اور یادگاریں قائم کیں کوہ تاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔ (حسن المقصد سیوطی)

چونکہ مروجہ میلاد شریف زندگی بھر پر رونق طریقہ اور زرخیز خرچ کرتا رہا اسکے بعد یہ سلسلہ چل رہا ہے اسی لئے اس مروجہ محفل کا موجد انہیں سمجھا جا رہا ہے اور وہابی دیوبندی بلا سوچے سمجھے میلاد شریف کی دشمنی میں ان کی ایجاد سمجھ کر میلاد مروجہ کو بدعت سمجھ اور انہیں غلط اور برے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ فقیر نے میلاد شریف کی شرعی حیثیت ایک علیحدہ تصنیف میں لکھ دی ہے اور اسی تصنیف میں شاہ اربل مرحوم کی شخصیت کا تعارف کر کے اس سے قبل وبعد کے بادشاہان اسلام کے میلاد شریف کے محافل کا ذکر کر کے اس کا نام رکھا ہے 'شاہ اربل کا تحفہ میلاد اور میلاد بادشاہان اسلام'۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلى اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۲ شعبان ۱۴۱۲ھ ۱۹ فروری ۱۹۹۲ء بروز بدھ

## تعارف موجد طریقہ میلاد شریف

الملك المعظم مظفر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ایوب کی اولاد میں سے نہیں تھے۔ بلکہ ایوب کی بیٹی اور صلاح الدین کی بہن کے شوہر تھے مگر انہوں نے اپنی پاکیزہ سیرت اور اچھی عادات کے سبب رعایا میں وہی ہر دلچیزی پائی جو ایوبیوں کو نصیب ہوئی۔ ان کا نام ابوسعید کبوری تھا اور لقب الملك المعظم۔ یہ لقب انہیں صلاح الدین نے عطا کیا تھا جو انہیں جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔

ابن اثیر کہتے ہیں الملك المعظم مظفر الدین کو کبوری کے والد زین الدین علی ابن سبکتگین عماد الدین زنگی کے بہت نامور ساتھیوں میں سے تھے اور اربل، سنجار، حران، عقر الحمید، یہ فلاح، ابار، یہ نکریت، شہر زور اور ان کے آس پاس کی ریاست کے خود مختار بادشاہ تھے عماد الدین زنگی ان کا بڑا احترام کرتے اور ان کے معاملات میں مداخلت نہ کرتے دونوں ایک دوسرے کے حلیف اور ساتھی تھے عماد الدین زنگی کی موت کے بعد انہوں نے اپنی ریاست کے سارے شہر اور قصاب قطب الدین مودود کے سپرد کر دیئے اور اپنے لئے اربل کو جو بذات خود ایک بڑی ریاست تھی مخصوص کر لیا۔

الملك المعظم پندرہ سال کے تھے کہ ان کے باپ اس دنیا سے رخصت ہوئے ان کے پیچھے ان کے وزیر اعلیٰ مجاہد الدین نے الملك المعظم کیساتھ غداری کی اور انہیں نو عمری میں وطن سے بھاگ کر بغداد میں پناہ لینی پڑی پھر وہ صلاح الدین کے پاس آئے اور اپنی روئداد سنائی صلاح الدین نے تو یہ مناسب نہ جانا کہ انکے بھائی زین الدین کو جسے عماد وزیر اعلیٰ نے ڈر کر تخت پر بٹھا دیا تھا اربل سے محروم کریں البتہ انہوں نے حران اور الرہما جیسے بڑے قلعے الملك المعظم کے سپرد کر دیئے اپنی بہن بھی ان سے بیابانی اور زندگی کے ہر نازک مرحلہ اور ہر جہاد میں ان پر بھروسہ کیا اور جب عکا کے محاصرہ کے دوران میں ان کے بھائی اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو اربل اور شہر زور ان کے سپرد کر دیئے گئے۔

وہ بڑے اونچے انسان تھے غرض لالچ اور بیوفائی سے قطعاً نا آشنا تھے۔ وفا نیکی انسانوں پر رحم اور ان کے حسن سلوک کو انہوں نے زندگی بھر شعار بنائے رکھا ان کی ریاست گو بہت بڑی نہ تھی وہ دوسرے درجہ کے فرماں روا تھے لیکن ابن خلکان کے بیان کی رو سے انہوں نے نیکی شرافت اور فرض شناسی کی کچھ ایسی مادر مثالیں پیش کیں کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کے بہت کم بادشاہ پیش کر سکے۔



گو اربل اور شہر زور کے بادشاہ تھے بڑی شہرت و ناموری انہیں نصیب تھی صلاح الدین اور الملک عادل کے بہنوئی تھے مگر اپنی ذات کو عوامی مفاد کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہ دیتے ریاست سے جتنی آمدنی انہیں سالانہ ہوتی اس کے مصارف انہوں نے متعین کر رکھے تھے جن میں سے اپنی ذات پر اتنا ہی صرف کرتے جتنا عام آدمیوں پر انہوں نے اربل اور شہر زور کے تمام مستحق اور اپنا خرچ آپ نہ اٹھا سکنے والوں کیلئے لنگر خانے کھول رکھے تھے جہاں سے عوام کو کھانا تقسیم ہوتا۔ عمدہ قسم کی روٹیاں اور سالن ضرورت کے مطابق ہر شخص کو ان لنگروں سے ملتا یہ لنگر چار مقامات پر کھلے تھے سورج طلوع ہوتے ہی یہ لنگر تقسیم کا کام شروع کر دیتے اور رات تک یہ تقسیم جاری رہتی۔

بادی النظر میں یہ ایک قسم کی بھیک معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت یہ بھیک نہ تھی الملک المعظم کے نزدیک اربل اور شہر زور کے سارے لوگ اس آمدنی کے مالک تھے جو ہر سال ریاست کو مختلف مدتوں سے حاصل ہوتی۔ یوں یہ صحیح ہے کہ ان لنگروں سے صرف وہی لوگ اپنی حاجت پوری کرتے جو کہ دولت مند نہ تھے یا جن کے پاس آمدنی کے ذرائع نہ تھے تاہر صنعت کار اور دوسرے کھاتے پیتے لوگ لنگروں پر نہ جاتے۔ لنگروں پر خیراتی تقسیم کا انداز قطعاً اختیار نہ کیا جاتا وہاں لوگ اس طرح جاتے جیسے ان دنوں پیسے والے ہوٹلوں میں جاتے ہیں اور رُعب سے کھاتے ہیں۔ الملک المعظم نے لنگروں کے منتظمین کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ وہ خیرات نہیں مانگتے مستحق عوام کو ان کے حق دیتے ہیں۔ یوں بیواؤں یتیموں معذوروں بیماروں اور دوسرے ایسے لوگوں کیلئے جو سرکاری ہوٹلوں یا لنگروں تک نہ جاسکتے تھے یا جن کی ضرورتیں زیادہ تھیں الملک المعظم نے خزانہ سے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔

اندھوں لنگڑوں اور لولوں کیلئے دو اعلیٰ درجے کی خانقاہیں تعمیر کی تھیں جہاں ہر اندھا ہر اپانچ بغیر کسی سفارش کے داخل کیا جاتا اور اس طرح رکھا جاتا جیسے ریاست اس کی مقروض تھی وہ خود ہفتہ میں دو دن ان خانقاہوں میں عصر کے قریب آتے ہر اندھے اور ہر اپانچ کے کمرے میں جاتے اس سے باتیں کرتے اور اس کی ضروریات و خواہشات پوچھتے اور پھر انہیں پورا کرتے۔

انہوں نے ایک اعلیٰ درجہ کا سرکاری ہسپتال بھی قائم کر رکھا تھا جہاں مریضوں کا نہ صرف علاج کیا جاتا بلکہ علاج کے دوران میں ان کے جملہ مصارف ریاست اٹھاتی۔

الملک المعظم خود قریب قریب روز ہسپتال معائنے کیلئے آتے مریضوں کی دیکھ بھال کرتے ان کے علاج کے طریقوں سے واقف ہوتے ہر مریض سے باتیں کرتے اور تسلی دیتے اور اگر کوئی مریض خاص چیز یا پھل کھانا چاہتا اور طبیب اس کی اجازت دیتے تو اسے سرکاری خرچ سے وہ چیز یا پھل ضرور مہیا کیا جاتا۔

ان اداروں کے علاوہ الملک المعظم نے اربل اور شہر زور میں سرکاری ہوٹل یا قیام گاہیں بھی کھول رکھی تھیں جہاں شہر میں باہر سے آنے والے ہر فقیہ ہر عالم ہر طالب علم ہر صوفی ہر درویش اور ہر مسافر کو ٹھہرایا جاتا۔ زبردستی نہ تھی البتہ دروازے ان قیام گاہوں کے ان سب کیلئے کھلے تھے جو وہاں ٹھہرنا چاہتے۔

مورخ ابن خلکان اور ابن اثیر فرماتے ہیں کہ ان قیام گاہوں میں قیام فرمانے والے مسافروں کو الملک المعظم کی طرف سے دونوں وقت عمدہ اور نفیس کھانا کھلایا جاتا اور ان سے ایک پائی عوض میں وصول نہ کی جاتی اور جب مسافر اربل سے روانہ ہوتے تو جن کے پاس وطن کو جانے کا خرچ نہ ہوتا انہیں سرکاری خزانہ سے سفر خرچ بھی دیا جاتا۔

الملک المعظم نے (خدا ان کی روح پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے) صوفیہ اور زہاد کیلئے دو خانقاہیں الگ سے قائم کر رکھیں تھیں جہاں ہر صوفی اور ہر زہاد قیام کر سکتا تھا یہ خانقاہیں اخلاص کی صلاح کے مراکز کے طور پر کام کرتیں۔ وہاں قیام فرما صوفی اور زہاد شہریوں کو اچھے اخلاق اور شہری زندگی کے لوازمات کی تلقین کرتے اور انہیں سمجھاتے کہ آدمی کے دوسرے آدمی پر کیا حقوق ہیں اور اسلام مجلسی زندگی کیلئے کن باتوں کو پسند کرتا اور کن سے روکتا ہے۔

ایک اعلیٰ درجہ کی یونیورسٹی بھی الملک المعظم نے قائم کی تھی جہاں مروجہ علوم ضروری طلباء کو پڑھائے جاتے فقہ حدیث ادب عربی نجوم ہیئت اور حساب کے شعبے الگ الگ قائم تھے۔ خود الملک المعظم عموماً رات کے وقت وہاں تشریف لے جاتے علماء کی مجلس میں شریک ہوتے اور حدیث کا سماع کرتے۔ اس یونیورسٹی کے جملہ اخراجات الملک المعظم ادا کرتے حتیٰ کہ تمام طلباء کے ضروری اخراجات بھی ان ہی کے ذمہ تھے۔

اربل شہر زور اور ان کے ملکہات میں الملک المعظم نے اسلامی دستور رائج رکھا تھا کسی جگہ بھی شریعت کے خلاف کوئی بات نہ ہو سکتی خصوصیت سے اربل میں گناہ ناپید تھا چھپ کر ہو جاتا تو الگ بات تھی مگر اعلانیہ کوئی جرم کبھی الملک المعظم کے زمانہ میں اس ریاست میں نہیں ہوا۔ تبھی ابن خلکان نے دعویٰ کیا کہ اربل کے اس بادشاہ سے کچھ غیر معمولی باتیں ظہور میں آئی تھیں ابن خلکان نے یہ خیال اس لئے قائم کیا کہ جہاں آدمی رہیں گے وہیں گناہ ہوں گے مگر خدا کے اس بندے نے جو ایک شخص حکمران تھا گناہ کو اپنی ریاست سے جلا وطن کر دیا تھا۔

ان کے اعمال اتنے سخت گیر اتنے فرض شناس اور اتنے انصاف پسند تھے کہ ظالم کو مظلوم کے نشان نہ بنانے کی ڈھیل ہی نہ دیتے انہوں نے ہر شہری کو اتنا ذمہ دار بنا دیا تھا کہ حق تلفی کا خیال ہی انہیں نہ آتا ہمسائے ہمسائیوں کا پاس کرتے بھائی بھائی کا احترام کرتا اور باپ بیٹے کی ضروریات مقدم رکھتا جب کوئی مجلسی زندگی اتنی سدھر جائے کہ اس کا ہر فرد اپنے فریضہ کا احساس کرنے لگے تو وہی کچھ ہوگا جو الملک المعظم کے دور میں اربل اور اس کے ملکہات میں ہوا۔



ابن خلکان نے اس پر تعجب ظاہر کیا ہے مگر ہمیں اس پر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اب خلکان کہتے ہیں بادشاہ ایک ایک خانقاہ ایک ایک مجلس اور اصلاحی مرکز پر آپ تشریف لے جانے کے عادی تھے اس طرح ان مجلسی اداروں کی اصلاح بھی ہو جاتی اور قوت کار بھی بڑھ جاتی ہر مرکز کے عمال ہر لمحہ بادشاہ کی آمد کے منتظر رہتے اور اپنے فرائض میں کوتاہی نہ کر سکتے۔

ابن خلکان ہی کا بیان ہے کہ الملک المعظم ہر سال ایک قافلہ حاجیوں کا حرمین روانہ کرتے مستحق حاجیوں کے اخراجات خود اٹھاتے اور فوری ضرورتوں کیلئے پانچ ہزار اشرفیاں اپنے ایک معتمد آدمی کو دے کر قافلہ کے ساتھ روانہ کر دیتے وہ حج سے واپس آنے والے لوگوں کے اعزاز میں دعوت کرتے اور جشن بھی مناتے۔ انہوں نے حرمین میں اپنے خرچ سے کئی خانقاہیں اور سرائیں تعمیر کی تھیں تاکہ حاجی حج کے دنوں میں وہاں رہ سکیں۔ انہوں نے جبل عرفات میں حاجیوں کیلئے میٹھے پانی کی ایک نہر بھی جاری کی تھی جس پر بڑی دولت صرف کی تھی۔

وہ ہر سال اربل میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریب مناتے شہر سے باہر اس تقریب میں بڑے بڑے خیمے لگ جاتے جیسے ہی محرم شروع ہوتا میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تیاریاں ہونے لگتیں ربیع الاول کے آغاز تک ایک نیا شہر آباد ہو جاتا خود الملک المعظم بھی شہر سے نکل کر خیموں کے اس شہر میں آ جاتے اور ان محافل میں شریک ہوتے جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت، صحابہ کے اسوہ اور اسلام کے بنیادی احکام بیان کئے جاتے۔ میلاد کی خاص تقریب کبھی آٹھ ربیع الاول اور کبھی بارہ کو منعقد ہوتی اس دن الملک المعظم کے خرچ پر لاتعداد گائیں اور بکریاں ذبح کی جاتیں اور ان محافل میں شریک ہونے والے تمام حضرات کو جولاکھوں میں ہوتے شاہی دسترخوان پر کھانا کھلایا جاتا اور یہ ایک ایسی تقریب ہوتی جیسی کسی دوسری جگہ کبھی نہیں منائی گئی۔

میلاد کے دن فوجیں پریڈ کرتیں طبل بھی بجاتے ڈھول بھی بچتے اور دوسرے تفریحی سامان بھی کئے جاتے مگر کوئی غیر شرعی اور مخرب اخلاق بات ظہور میں نہ آتی جب تقریب ختم ہوتی تو جو واعظ مقررین صوفیہ اور علماء باہر سے اس تقریب میں شامل ہونے کی غرض سے آئے تھے انہیں الملک المعظم کی طرف سے خلعتیں عطا ہوتیں اور سفر خرچ بھی ملتا تعجب ہے الملک المعظم یہ اتنے سارے اخراجات بڑی خوشی سے ہر سال برداشت کرتے۔



ابن خلکان کہتے ہیں ان اخراجات کے علاوہ ایک اور فریضہ بھی الملک المعظم نے اپنے اوپر عائد کر رکھا تھا اربل یا اربل سے باہر کے علماء کی تصانیف پر بیش بہا انعامات عطا فرماتے مثال کے طور پر ابن خلکان نے ابن وحید ابی الخطاب کا نام لیا ہے جنہوں نے ایک کتاب تصنیف کی اور الملک المعظم کو پیش کی تو الملک المعظم نے انہیں ایک ہزار اشرفیاں عطا فرمائیں۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ یہ مصنف باہر سے الملک المعظم کی شہرت سن کر اربل آئے تھے۔ وہاں کافی دن رہے قیام کے دوران کے سارے اخراجات الملک المعظم نے ادا کئے تھے ایک ہزار اشرفی ان کے اخراجات کے مساوی تھے۔

الملک المعظم کی عادت تھی کہ وہ اوّل تو تنہا دسترخوان پر نہ بیٹھتے ان کے ساتھ علماء فضلاء اور حکماء کی ایک کثیر تعداد ہوتی اور کبھی اگر تنہائی میں کھانے کا موقع آتا تو ہر وہ اچھے کھانے شہر کے علماء فضلاء کے حصے ان کے گھروں میں ضرور بھجواتے۔

سردی اور گرمی کے موسموں کا آغاز ہوتے ہی الملک المعظم کی طرف سے مستحقین کیلئے لباس تیار کئے جاتے انبار کے انبار لباس ہر موسم پر اربل اور شہر زور کے لنگر خانوں میں پہنچ جاتے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا کہ الملک المعظم کو کسی قسم کی کوئی بری عادت نہ تھی اور نہ وہ قیچش کے عادی تھے اور نہ کسی غیر شرعی خرچ کو پسند کرتے تھے۔

علم کی اشاعت اور اخلاق کی اصلاح ان کی پہلی اور آخری خواہش تھی اور انہوں نے زندگی بھر یہی کام ہر بات پر مقدم رکھا۔ وہ شعر پسند کرتے شعراء کو دیتے بھی مگر شعر کی سرپرستی انہوں نے نہیں کی حدیث فقہ تاریخ اور اخلاقی علوم پر زیادہ توجہ مرکوز رکھی اور ان علوم کے ماہرین ان سے زیادہ فیضیاب ہوتے۔ ہر کوئی انہیں اپنا دوست اور رفیق سمجھتا ہر کوئی ہر ضرورت کے موقع پر ان کی خدمت میں حاضری دیتا اور اس کی حاجت روائی کے وہ کفیل تھے ہر یتیم کے وہ باپ ہر یتیم کے وہ سرپرست اور ہر محتاج کے وہ کفیل تھے حالانکہ وہ شخصی فرمانروا تھے۔

### تعصب کا بیڑا غرق

غازی صلاح الدین ایوبی کا دست راست اور بہنوئی جس کی فتوحات اسلام بالخصوص بیت المقدس کی فتح اہل اسلام کیلئے ایک احسان عظیم ہے جسے جملہ اسلام ایوبی اور اس کے حامیان کا رُکود عائنیں دیتے رہے ہیں اور پھر ذاتی کردار بھی شاہ اربل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایسا بے مثال ہے کہ بادشاہوں میں تو ڈھونڈنے سے چند ایسے ملیں علماء مشائخ کے پایہ کا بادشاہ کو یہ ظالم وہابی دیوبندی یعنی دشمنانِ میلاد نے میلاد دشمنی میں ایسی اس کی کردار کشی کی کہ دنیا کے جتنے فسق و فجور کا تصور ہو سکتا ہے وہ تمام اس سعید و ولی اور عالم و عادل متقی نخی بادشاہ میں گن دیئے صرف اس لئے کہ اس پاکباز انسان نے میلاد شریف کی محافل و مجالس کو فروغ دیا اور تاحال تسلسل سے اس کے جاری کردہ طریقہ سے گھر گھر میں میلاد شریف کی محفلیں و مجلسیں اور ہر شہر میں جلسے و جلوس ہو رہے ہیں اور اس خوش بخت بادشاہ کے محامد کمالات کا ذکر نہ صرف مورخین نے کیا بلکہ اکابر ائمہ و علماء اور مشائخ نے اس کے مدائح لکھے اور محفل میلاد کی رونق کو دو بالا کرنے کی وجہ سے دعاؤں سے نوازا یہاں تک کہ مخالفین کا ابن کثیر تو اس سے متاثر ہو کر میلاد شریف کے موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا جو آج کل مطبوعہ اور اردو ترجمہ عام ملتا ہے۔

## شاہ اربل کے حضور میں آئمہ و مشائخ اور علماء کرام کے گلیائے عقیدت

وہابیہ کا امام ابن کثیر..... ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔ سلطان مظفر ربیع الاول کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان و شوکت اور تزک و احتشام کرتا تھا اور سلسلے میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا وہ ایک ذکی القلب دلیر بہادر زیرک عالم اور عادل حکمران تھا اللہ اس پر رحمت کرے اور معزز مقام و مرتبہ نوازے شیخ ابو خطاب بن وحید نے اس کیلئے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام انہوں نے 'التنوير في مولد البشير النذير' رکھا جس پر سلطان نے انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا وہ تادم مرگ حکمران رہا اس کی وفات ۷۳۳ھ میں شہر عکا میں ہوئی اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مختصر یہ کہ انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت آدمی تھا آخر کتاب ہذا میں ابن کثیر کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

سبط ابن الجوزی نے مراۃ الزمان میں لکھا ہے کہ سلطان مظفر کے ہاں میلاد شریف میں شریک ہونے والے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے خود شمار کیا کہ شاہی دسترخوان میں پانچ سو خستہ بکریاں دس ہزار مرغیاں ایک لاکھ آنجورے اور تیس ہزار نوکرے شیریں پھلوں سے لدے پڑے تھے مزید لکھتے ہیں کہ میلاد شریف کی تقریب پر سلطان کے ہاں بڑے بڑے جید علماء اور جلیل القدر صوفیہ آتے جنہیں وہ خلعت اکرام شاہی سے نوازتا تھا صوفیہ کیلئے ظہر سے لے کر فجر تک محفل سماع ہوتی جس میں وہ بنفس نفیس شریک ہوتا اور صوفیہ کے ساتھ مل کر وجد کرتا تھا ہر سال میلاد شریف پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا باہر سے آنے والوں کیلئے اس نے ایک مہمان خانہ مخصوص کر رکھا تھا جس میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ بلا لحاظ مرتبہ مختلف اطراف و اکناف سے آکر ٹھہرا کرتے تھے اس مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ اٹھتا تھا اسی طرح ہر سال دو لاکھ دینار فدیہ دے کر فرنگیوں سے اپنے مسلمان قیدی رہا کراتا اور حرمین کی نگہداشت اور حجاز مقدس کے راستے میں حجاج کرام کیلئے پانی مہیا کرنے کیلئے تین ہزار دینار سالانہ خرچ کیا کرتا تھا یہ ان صدقات و خیرات کے علاوہ ہے جو پوشیدہ طور پر کئے جاتے اس کی بیوی ربیعہ خاتون بنت ایوب جو سلطان ناصر صلاح الدین کی ہمیشہ تھی بیان کرتی ہے کہ اس کی قمیض کر پاس موٹے (کھدر کی قسم کے کپڑے) کی ہوتی تھی جو پانچ درہم سے زیادہ لاگت کی نہیں ہوتی تھی کہتی ہے کہ ایک بار میں نے اسی سلسلے میں انہیں ٹوکا تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ و خیرات کر دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑے پہنا کر دوں اور کسی فقیر اور مسکین کو خیر باد کہہ دوں۔



(۳) امام جلال الدین سوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسن المقصد میلاد شریف کے موضوع پر آپ کی تصنیف ہے مذکور بالا مضمون آپ نے بھی لکھا شاہ اربل کے حوالہ سے لکھے ہیں اور قاکہانی کے اعتراضات کے باوجود بھی۔

(۴) علامہ امام ابو شامہ استاد امام نووی شارح مسلم امام ملا علی القاری مجدد گیارہویں صدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امام ابو شامہ نے ملک مظفر شاہ اربل مرحوم کی بڑی تعریف کی (المورد الروی عربی قلمی) دیگر مضامین و عبارت فقیر کے رسالے 'میلاد کی شرعی حیثیت' اور 'محافل میلاد مگر فکر' میں دیکھئے۔

فضائل میلاد اور شاہ اربل عاشق میلاد شریف کا تعارف از مولوی سلیمان ندوی مصنف سیرۃ النبی کے قلم سے۔

خوشخبری ہو کہ اس ماہ ربیع الاول کا چاند طلوع ہوا جو اسلام کی بہار کا مہینہ ہے وہ مہینہ جس میں ہدایت کی صبح نمودار ہوئی اور نیکی کے چشمے نکلے وہ مہینہ جس میں اس کا ظہور ہوا جو عرب کو تاریکی سے روشنی میں، جہالت سے علم میں، وحشت سے تہذیب، کفر سے توحید، ذلت و پستی سے عزت و فضائل کی طرف لایا پس اس وقت مذہباً سب سے بڑی قوم کے نزدیک یہ سب سے بڑا مہینہ ہے وہ مہینہ ہے جس کیلئے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کا مسرت تبسم کے ساتھ استقبال کریں کیونکہ ہم اس مہینہ میں بدر کا مل طلوع ہوا از زمین و آسمان خدا کے نور سے چمک اٹھے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس مہینہ کیلئے خوشی کریں جس میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور ان کی وہ روشنی چمکی جو کبھی چھپنے والی نہیں ہے یہ وہ مہینہ ہے جو ہمارے قابل عزت تاریخ کا دیباچہ ہے اور ہمارے روشن دنوں کی صبح ہے خدا اس بندے پر اپنی رحمت نازل کرے جس نے اس مہینہ کو ولادت نبوی کی یادگار اور مجلس میلاد کا زمانہ بنایا۔

## ملک معظم

مظفر الدین پہلا شخص ہے جس نے پورے شاہی سرکاری اہتمام کے ساتھ مجلس میلاد قائم کی اس مناسبت سے ہم چاہتے ہیں کہ اس کے کچھ حالات ابن خلکان کی وفیات الاعیان سے ملخص کر کے اس کی یادگار کیلئے بیان کریں اس بادشاہ کا نام کوکبری لقب ملک معظم مظفر الدین ہے کوکبری کا باپ زین الدین علی اربل کا بادشاہ تھا مشہور ہے کہ سو برس سے زیادہ زندہ رہا آخر عمر میں نابینا ہو کر عزت گزیر ہو گیا تھا زین الدین شجاعت و بہادری میں مشہور تھا اور موصل میں اس کے بہت سے اوقاف مدرس وغیرہ پر تھے۔ کوکبری قلعہ موصل میں شب سہ شنبہ ۲۷ محرم ۵۴۹ھ میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے پاس نشوونما و تربیت پائی جب کوکبری کے باپ زین الدین کا انتقال ہو گیا تو اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھا اس وقت اس کی عمر چودہ سال کی تھی اور اس کا اتالیق مجاہد الدین قائم نماز اس کے باپ زین الدین کا آزاد شدہ غلام تھا زین نے اس کو ترقی دی اور اس نے اپنے لڑکوں کا اتالیق مقرر کیا اور اربل کا انتظام ۵۵۹ھ میں اس کے سپرد کیا۔ اس کے بعد مجاہد الدین قائم نماز کوکبری کا مخالف ہو گیا اور ایک مختصر اس امر کا لکھوا کر کہ وہ سلطنت کے لائق نہیں ہے اس کو قلعہ بند کر دیا پھر اپنے حدود حکومت سے نکال دیا کوکبری بغداد کی طرف متوجہ ہوا لیکن اس کا مقصود حاصل نہ ہوا پھر موصل چلا گیا موصل کا بادشاہ سیف الدین ابن مودود تھا اس کی خدمت میں پہنچا سیف الدین نے اس کو شہر حیران جاگیر میں دیا پھر کوکبری سلطان صلاح الدین کے پاس آیا اور سلطان کے پاس کامیاب ہوا اور اس کو وہاں ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ سلطان نے اپنی بہن ربیعہ خاتون اس کو بیواہ دی۔ کوکبری بہت بہادر شجاع دلیر تھا سلطان صلاح الدین کے ساتھ بہت سی لڑائیوں میں شریک رہا اور ان میں اس نے اپنی بہادری دلیری اور ثابت قدمی دکھائی اور چند ایسے موقعوں پر ثابت قدم رہا جس میں اس کے سوا اور کوئی ثابت قدم نہ رہا تھا اگر کوکبری کیلئے واقعہ خطیں کے سوا کوئی اور کارنامہ نہ ہوتا تو اس کے فخر کیلئے کافی تھا جس میں وہ اور تقی الدین بادشاہ حماۃ میدان میں کھڑے رہے اور ساری فوج شکست کھا کر بھاگ گئی تھی جب فوج نے سنا کہ وہ دونوں کھڑے ہیں تو لوٹے اور پھر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ کوکبری کا بھائی یوسف جب مر گیا تو کوکبری نے سلطان سے درخواست کی کہ ان کی جاگیروں کو چھوڑ کر اربل ان کے معاوضہ میں دیا جائے سلطان نے قبول کر لیا اور کوکبری ۵۸۶ھ میں اربل چلا گیا۔



## کارہائے نمایاں

عادتاً نیکیوں میں اس کے وہ حالات تھے جو سننے نہیں گئے، دنیا میں کوئی چیز اس کو صدقہ و خیرات کرنے سے زیادہ پیاری نہ تھی روزانہ منوں روٹیاں محتاجوں میں تقسیم کرتا تھا اس کا ابر کرم فقراء مساکین بیوہ عورتوں اور یتیموں پر برسا۔ اس کے ملک میں مدارس ترقی کر گئے اور علمی درس گاہیں آباد ہو گئیں۔ اس نے چار مکانات دائم المریض اور اندھوں کیلئے بنوائے تھے جن میں ان کی تمام ضروریات روزانہ فراہم کر دی تھیں اور خود روزانہ ان کو دیکھنے آتا تھا اور ایک ایک مریض کے سامنے کھڑے ہو کر ان کی خیریت پوچھتا تھا۔ خواہش دریافت کرتا اور ان کو تسلی دیتا تھا۔ ایک بیوہ خانہ اور ایک یتیم خانہ بنوایا اور افتادہ بچوں کیلئے ایک علیحدہ مکان بنوایا تھا جس میں بچوں کی دایاں نوکر رہتی تھیں۔ جو بچہ پڑا ملتا وہ ان کی پرورش میں دیا جاتا۔ اس نے ایک مہمان خانہ بھی قائم کیا تھا جس میں شہر کے تمام آنے والے عالم فقیر ہر قسم کے لوگ ٹھہرتے تھے اور ان کو صبح و شام کھانا ملتا تھا اور جب وہ کوچ کا ارادہ کرتا تھا اس کو حسب رتبہ زاد سفر دیتا تھا۔ ایک مدرسہ بنوایا تھا جس میں حنفی شافعی دونوں مذاہب کے علماء مقرر تھے اور خود روزانہ وہاں آتا تھا اور رات وہیں گزارتا تھا۔ صوفیوں کیلئے بھی دو خانقاہیں بنوائی تھیں جن میں بہت سے لوگ رہا کرتے تھے اور خود ان کے پاس بھی آتا تھا اور مجلس منعقد کرتا تھا اور ہر سال دو مرتبہ اپنے (افسروں کی ایک جماعت بلا واسطہ کی طرف بھیجتا تھا اور ان کے ساتھ) بہت سا مال ہوتا جس سے وہ مسلمان قیدیوں جو عیسائیوں کے ہاتھ سے فدیہ دے کر رہا کراتے تھے اور ہر سال حاجیوں کا قافلہ حجاز روانہ کرتا تھا مکہ مکرمہ میں اس کے بہت سے آثار ہیں یہ پہلا شخص ہے جس نے جبل عرفات میں پانی جاری کرایا اور بہت سے روپے صرف کئے کیونکہ حاجی پانی کے نہ ہونے سے بہت تکلیف اٹھاتے تھے۔

## محفل میلاد

اہل ملک مجلس میلاد شریف کے متعلق اس کے حسن اعتقاد سے واقف تھے اس لئے ہر سال اس کے پاس اربل کے قرب و جوار کے شہروں سے جیسے بغداد موصل جزیرہ الصبیین سنجاہ ملک عجم اور اطراف سے بے انتہا لوگ آتے تھے جس میں علماء صوفیہ واعظین حفاظ شعراء ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے محرم سے اوائل ربیع الاول تک لوگوں کے آنے کا سلسلہ قائم رہتا تھا اور مظفر کو کبری لکڑی کے قے اور نیچے تعمیر کرتا تھا ہر قے چار منزل پانچ منزل ہوتا تھا تقریباً بیس قے ہوتے تھے جب شب ولادت کے دو دن باقی رہ جاتے تھے تو بے انتہا اونٹ گائیں یا بھیڑ اور بکریاں ذبح کرتے تھے اور بانڈیوں میں قسم قسم کے کھانے پکاتے تھے جب شب میلاد آتی تھی تو بزم میلاد منعقد کرتا تھا بعد اس کے نماز مغرب قلعہ میں ادا کرتا تھا پھر قلعہ سے اترتا تھا اور اس کے آگے بہت شمعیں روشن اور ان شمعوں میں دو یا چار بڑی بڑی شمعیں خاص جلوس کی ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ بادشاہ خانقاہ تک پہنچ جاتا۔ خانقاہ میں بڑے بڑے لوگ اور ارکان دولت اور سفید پوش لوگ جمع ہوتے تھے ان کیلئے کرسی رکھی جاتی تھی اور مظفر الدین واسطے فرش بچھایا جاتا تھا پھر محتاجوں کی دعوت ہوتی تھی اور دوسرا عام دسترخوان جمع ہونے والے لوگوں کیلئے بچھتا تھا اس طرح عصر تک رہتا تھا اور پھر رات کو وہیں خانقاہ میں بادشاہ رہتا تھا اور صبح تک ذکر ہوتا رہتا تھا۔

## میلاد نبوی کی پہلی کتاب

ابوالخطاب عمر بن حسن بن وحیہ اندلی (المولود ۵۴۳ھ - المتوفی ۶۳۳ھ) بہت بڑے مشہور عالم اس زمانہ کے تھے علم کیلئے بہت سے شہروں کا سفر کیا۔ ۶۰۳ھ میں شہر اربل آئے جب وہ خراسان کو جا رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ اربل کو مجلس میلاد سے بہت شوق ہے اور اس کا بہت اہتمام کرتا ہے تو انہوں نے 'التنویر مولد السراج المنیر' کے نام سے ایک کتاب لکھی اور خود اس کو بڑے ذوق سے سنتا تھا۔

## وفات

مظفر الدین کا ہر سال یہ طریقہ رہا یہاں تک کہ اس نے روز چہار شنبہ دس رمضان ۶۳۰ھ کو وفات پائی۔ خدا اس کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ آمین

تبصرہ اویسی غفرلہ..... سلیمان ندوی کو مخالفین محقق مورخ مانتے ہیں ہم نے ان کی تمام تحریر ان کے معتمد علیہ ماہنامہ شمس الاسلام بحیرہ سے نقل کر دی ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اپنی بہتان تراشی پر اپنی عادت پر بھندہ ہیں تو ضد کا علاج کہاں!

## سید حسن ندوی

سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر میں ان صاحب کا مضمون اسی طرح کا ہے جس میں شاہ اربل مرحوم اور علامہ ابن وحیہ کو حسینی و آفرینی کلمات سے یاد کیا گیا ہے وہ مضمون فقیر نے 'مخالف میلاد مگر نگار' میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔

## شاہ اربل کے مخالفین

میلاد دشمنی میں مخالفین نے ایسے بلند قدر بادشاہ کے خلاف مندرجہ ذیل رسالہ لکھا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ الملحدیث دار الاسلام لاہور کے ماہناموں میں یہ قسط وار شائع ہوا اس کا عنوان شاہ اربل کا تحفہ ہے اس کے بعد رد ذیل خرافات ہیں۔ اس جاہل نے ہر جگہ ابن خلقان لکھا ہے حالانکہ ابن خلکان ہے۔ اہل علم سے اس کی تصدیق کر لیں۔ اویسی غفرلہ



## تاریخی شہادت

کتب احادیث و تواریخ کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ محفل میلاد سن ہجری کے چھ سو سال بعد ایجاد ہوئی صحابہ کرام تابعین عظام اور آئمہ اربعہ کے دور میں بالکل ہی ناپید ہے چنانچہ تاریخ کی معتبر کتاب تاریخ ابن خلقان میں اس کی شہادت موجود ہے کہ سن ۵۸۶ھ میں سلطان صلاح الدین نے ابوسعید کو کبوری الملقب بہ ملک المعظم مظفر التونی ۶۳۰ھ کو شہر اربل کا گورنر مقرر کیا یہ بادشاہ نہایت مسرف، بے دین اور عیاش تھا محفل میلاد سب سے پہلے اس نے ایجاد کی جو آج بھی دنیا کے اکثر حصوں میں مروج ہے۔

**تفصیل.....** تاریخ ابن خلقان میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ شاہ اربل سعادت سے کوسوں دور اور شقاوت سے بھرپور تھا۔ فسق و فجور کا بازار ہر وقت گرم رکھتا تھا اور مجلس مولود کو ہر سال نہایت شان و شوکت سے مناتا تھا جب شہر اربل کے قرب و جوار یہ خبر پہنچی کہ شاہ اربل نے ایک مجلس قائم کی ہے جس کو وہ بڑی عقیدت مندی اور شان و شوکت سے انجام دیتے ہیں تو بغداد، موصل، جزیرہ، سجاوند اور دیگر بلاد عجم سے گویے، شاعر اور واعظ بادشاہ کو خوش کرنے کیلئے بمعہ آلات لہو لعب محرام الحرام سے ہی شہروں میں آجاتے اور قلعہ کے نزدیک ایک ناچ گھران کیلئے تیار کیا گیا تھا جس میں کثرت سے قہرے اور خیمے تھے۔ شاہ اربل بھی ان خیموں میں آتا گا ناستا اور کبھی کبھی مست ہو کر ان گویوں بھانڈوں کے ساتھ خود بھی رقص کرتا۔ ماہ صفر سے ہی مجلس مولود کی تیاریاں شروع ہو جاتیں اور ماہ ربیع الاول کو مولود منایا جاتا تھا اور شاہی قلعہ سے اونٹ، گائے اور بکریاں ناچ گھر کے مدح خانے میں اس قدر دُح کی جاتیں کہ الامان والحفیظ۔ جب اس محفل کا ہر سوچا ہوا تو **الناس علی دین ملوکھم** کے تحت ضعف ایمان کے ہیر و خوشامدی ٹٹو بن گئے اور ابن وحیہ جیسے احمق اور خبیث اللسان نے اس کی تائید میں رسالہ 'التویر فی مولد السراج المنیر' لکھ کر شاہ اربل سے ایک ہزار اشرفی انعام حاصل کیا۔ تفصیل کیلئے ابن خلقان صفحہ ۴۳۶، ۴۳۷ ملاحظہ کریں۔

خط کشیدہ کو ناظرین نگاہ میں رکھ کر اصل کتاب کی عبارت دیکھیں تو وہاں یہ الفاظ نہیں ملیں گے نامراد جاہل مصنف میلاد دشمنی میں اپنا بیڑا غرق کر رہا ہے۔ اُدبی غفرلہ

## ابن وحیہ کے متعلق آئمہ دین کے ارشادات

یہ تھا شاہ اربل کا گراں قدر تحفہ جس کو نام نہاد مسلمانوں نے شرعی مقام بخشا اور ہر سال اس بدعت کی ترویج میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ آئیے شاہ اربل کے اس گراں قدر تحفے کو شرعی مقام بخشنے والے ابن وحیہ کے متعلق آئمہ دین اور محدثین رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ابن وحیہ نہایت متکبر، گستاخ، آئمہ دین اور محدثین پر سب و شتم کرنے اور ان کی عیب جوئی میں بڑا بے باک تھا۔  
(لسان المیزان، ج ۳ ص ۶۹۲)

☆ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ **ان ابا الخطا ابن وحیہ کان يفعل ذالك وكانه الذی وضع والحديث فی قصر المغرب** (تدریب شرح تقریب) ابن وحیہ بڑا اوضاع الحدیث تھا مولود کے متعلق جھوٹی روایات بنا کر لوگوں کو سناتا۔

☆ قاضی واصل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن وحیہ حدیث بیان کرنے میں بے تکلی اور انکل پچو سے کام لیتا تھا۔ (ج ۳ ص ۲۹۲)  
**متعصب دیوبندی**

سرفراز گلکھروی نے حضرت امام وحیہ کلبی کو یہی القاب عطا فرمائے کہ وہ احمق، متکبر، بے دین (فقید متین) ص ۱۸۲ اور دنیا پرست (راہ سنت ص ۱۶۲) اور وہی غیر مقلد شاہ اربل کا تحفہ لکھتا ہے۔ امام ابن لفظہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ **انه كان يدعى اشياء لا حقيقة** ایسی چیزوں کا دعویدار تھا جن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ (لسان المیزان، ج ۳ ص ۲۹۳)

☆ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن وحیہ حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کذب بیانی اور بے اصل بات کہنے میں بے باک تھا۔ (ج ۳ ص ۲۹۷)

☆ علامہ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان، ج ۳ ص ۲۹۶ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ امام علی بن حسن اصہبانی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن وحیہ کا ہمارے شہر سے گزر ہوا۔ اس نے اپنے تئیں بڑا محدث و فقیہ، ادیب، مفسر اور متقی و پرہیزگار ظاہر کیا اور میرے والد صاحب نے ان کی خوب تواضع کی اتنے میں ابن وحیہ نے ایک جانماز نکالا اور چوم کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم اس جانماز پر میں بیت اللہ میں ہزار سے زیادہ نقل نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھ چکا ہوں اور بارہا اس مصلیٰ پر بیٹھ کر قرآن مجید ختم کیا ہے والد صاحب نے وہ مصلیٰ ابن وحیہ سے خرید لیا اسی دن اصہبان سے عصر کے بعد ایک شخص والد صاحب کے پاس آیا اتفاقاً ابن وحیہ کا ذکر بھی آگیا نو وارد نے کہا کہ کل ابن وحیہ نے بڑا قیمتی مصلیٰ خریدا (بازار) ہے۔ والد صاحب نے وہی مصلیٰ پیش کر دیا جس کے متعلق ابن وحیہ نے حلفا کہا تھا، میں نے اس جانماز پر ایک ہزار رکعت بارہا قرآن مجید بیت اللہ میں بیٹھ کر ختم کیا ہے۔ اس شخص نے دیکھتے ہی کہا قسم بخدا یہ وہی جانماز ہے والد صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کی چالاکی اور کذب بیانی دیکھ کر دنگ رہ گئے اور اس کو اپنی نظروں سے گرا دیا۔ اب یہ بات واضح ہو گئی کہ عید میلاد النبی کے جواز کا فتویٰ دینے والا ابن وحیہ پیٹ پرست، خوشامدی، کذب، و ضاع الحدیث اور خبیث اللسان تھا کیا ایسے دروغ گو اور ہر زاسرا مولوی کا فتویٰ شرع محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں قابل حجت اور قابل سنت بن سکتا ہے۔

خلاف پیغمبر کے راہ گزید کہ ہر گز منزل نخواہد رسید



## میلاد کے خلاف

ان دونوں بزرگوں کی مذمت کے بعد مضمون نویس میلاد شریف کے بارے میں لکھتا ہے کہ تمام برائیوں اور گمراہیوں سے بڑھ کر برائی فی زمانہ مجلس میلاد کا قیام ہے اور سابقہ امتوں کی تباہی صرف بدعت کی وجہ سے ہوئی۔

امام نصر الدین شافعی سے محفل میلاد کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا کرنا سلف صالحین سے منقول نہیں بلکہ یہ مجلس عہد صحابہ تابعین تبع تابعین کے بعد برے زمانہ میں رائج ہوئی جو کام انہوں نے نہیں کیا ہمیں اس کام کو کر کے بدعتی بننے کی کیا ضرورت ہے دیکھئے کتب شرع الہیہ۔

اس سے قبل نوحوالے لکھے آخر تک عشرہ کاملہ پر مکمل کر کے لکھا کہ ان ارشادات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جو کام عہد صحابہ اور تبع تابعین میں ناپید و مفقود ہو اس کو ایجاد کرنا اور فروغ دینا بدعت ہے اور ایسے کام کرنے والے کا کوئی عمل بارگاہ ایزدی میں مقبول نہیں اور ایسے اشخاص کی حوض کوثر سے محرومی ہوگی اور سید الانبیاء کی زبان مبارک سے صدا آئے گی کہ 'دین میں نئے امور کو فروغ دینے والوں کیلئے جہنم ہے ان کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں'۔ (الحدیث)

محترم قارئین! عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھرپور حصہ لینے اور مال و دولت کو ضائع کرنے کا حکم نام حب النبی نہیں بلکہ اس میں سید الانبیاء کے ساتھ مذاق ہے اگر اس دن کو منانا ثابت ہوتا تو صحابہ کرام جیسی جاں نثار جماعت اس سعادت سے کیوں محروم رہی؟ تابعین اور تبع تابعین اس نیکی سے کیوں محروم رہے؟ جن کی زندگیوں میں حضور علیہ السلام کے ایماء پر بسر ہوئیں مگر انہوں نے ہر اس کام سے گریز کیا جس پر ہادی برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہر نہ تھی۔ آخر میں فیصلہ لکھا کہ

محترم قارئین! عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجودہ دور کی بدعت ہے جس کا وجود ۶۰۰ھ تک ناپید ہے اور ۶۰۴ھ کے بعد ایک مسرف، بے دین اور عیاش بادشاہ نے اس کو ایجاد کیا، یہ تحفہ مسلمانوں کے قلوب اور جنان میں اتنا بلند مقام حاصل کر گیا ہے کہ نام نہاد مسلمانوں اور پیٹ پرست ملاؤں نے اس کو تیسری عید تصور کی ہے۔ (ہفت روزہ الحمد للہ لاہور ہفت روزہ الاسلام لاہور)

**نوٹ.....** اس میلاد دشمن کے حوالہ جات اور میلاد دشمن کے اعتراضات کے جواب فقیر نے 'میلاد کی شرعی حیثیت' میں تفصیل سے لکھے ہیں یہاں ان دو بزرگوں پر اعتراضات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

## اربل شاہ کی عیاشی کے جوابات

ابن خلکان وسید ابن الجوزی وغیرہ لکھتے ہیں **وقعد فی کل قبته جوق من الاعالی وجوق ارباب الخیال وجوق من اصحاب الملاهی ولم یترکو اطبقه من تلك الطباق حتی رتبو فیها جوتا وتبکل معایش الناس فی تلك المدة وما یبقى الهم الا التفریح والدوران علیهم**

یعنی ہر مکان میں ایک گروہ گانے والوں کا ایک گروہ اصحاب خیال کا اور ایک گروہ باجے وغیرہ بجانے والوں کا ہوتا اور کوئی منزل ایسی بھی نہ رہتی جس میں ان گروہوں میں سے کوئی گروہ نہ ہوتا۔ ان دنوں میں لوگوں کے کاروبار خراب ہو جاتے اور ان کا اس کے سوا اور کوئی شغل نہ ہوتا کہ ان گانے بجانے والوں کا تماشا دیکھتے پھریں۔ اس کے بعد ابن خلکان فرماتے ہیں کہ سلطان موصوف ہر روز عصر کی نماز کے بعد اسے شاہی محلات سے نکلتا اور ان تمام مکانات کے پاس سے گزرتا اور گانے بجانے والوں کو دیکھتا اور خوش ہوتا جب یوم ولادت نبی میں دو چار روز باقی رہتے تو وہ بہت سے جانور اکٹھے کرتا اور ان کو ذبح کر کے انواع و اقسام کے کھانے پکواتا اور اس کے ساتھ ہی یہ تحریر بھی فرماتے ہیں:

**وزقنا بجمیع ما عنده من الطبول والاغالی والملاهی**

جس قدر اس کے پاس طبلے اور راگ و باجے کی قسم سے آلات ہوتے سب کے سب وہاں لے آتا اور خاص کر یوم مولد النبی کو اور اس کی تمام رات یہی شغل ہوتا پھر ابن خلکان تحریر فرماتے ہیں **ثم بیت صلك الیلة هناك و یعمل السماعات الی بكرة هکذا دایہ فی کل سنة** یعنی خانقاہ میں رات گزارتا اور صبح تک تمام رات گویوں سے گانا سنتا رہتا اور اسی طرح وہ ہر سال کرتا۔ سبط ابن الجوزی اپنی کتاب مراۃ الزمان یہی مضمون ابن خلکان و دیگر توارخ میں تبغیر و اضافہ سب میں ہے۔

**جواب.....** شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی سب سے بڑا گناہ شمار کیا جاتا ہے حالانکہ یہ ان کا گناہ نہیں بلکہ مبنی بر اجر و ثواب ہے اس لئے کہ یہ امور جہاد کیلئے تھے جنہیں غلط غلط رنگ دے کر مخالفین نے بے پرکی اڑائی بلکہ نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشعار اور نظمیں قصیدے پڑھے جاتے تھے جن کے متعلق فقیر تفصیل کے ساتھ عرض کر چکا ہے۔

یہ اس طرح کا بہتان ہے جیسے سعودی دور فہد میں میلا د کرنے والوں پر ظلم و ستم کرنے اور انہیں حرمین طہیین سے نکال کر جیل میں ڈالنے اور انہیں ملک بدر کرنے کے جواب میں طفیل محمد سابق امیر جماعت اسلامی ے اخبارات میں بیان دیا کہ یہ لوگ حرمین طہیین میں قوالیاں کرتے تھے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) سب کو معلوم ہے کہ یہ میلا د کرنے والے حضور سرور عالم علیہ السلام کے میلا د شریف میں نعتیں، قصیدے، مدحیہ اشعار پڑھتے تھے لیکن یار لوگوں نے انہیں قوالی کا الزام لگایا تو یہی کیفیت شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیلئے سمجھتے۔



**سوال.....** یہ شاہ اربل گویوں بھانڈوں کے ساتھ خود بھی رقص کرتا۔ (مرآۃ الزمان)

**جواب.....** خدا کرے کوئی کسی کا مخالف جاہل و متعصب نہ ہو۔ ورنہ یہی کیفیت ہوتی ہے جو شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہو رہی ہے کہ وہ محبوب خدا بادشاہ جس کی تعریف صدیوں سے آئمہ و مشائخ اپنی تصانیف میں لکھتے چلے آ رہے ہیں آج یہ ظالم اسے کیا سے کیا ثابت کر رہے ہیں اس کے نعت خوانوں کو گویے بھنگڑے ثابت کر کے اسے بھنگڑا ڈالنے والا لکھ دیا حالانکہ پہلے عرض کیا گیا ہے وہ ہمارے دور کے گویے بھانڈ نہ تھے بلکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعت خواں غلامانِ حسانِ شرع کے پابند اور عاشقانِ رسول تھے ان کے درد و سوز سے بھرپور اشعار سے بادشاہ کو وجد اور حال طاری ہو جاتا جیسے رقیق القلب لوگوں کے ایک نہیں سینکڑوں بزرگوں کیلئے ثابت ہے اور شرع پاک میں وجد جائز ہے بلکہ احادیث نے ثابت کیا ہے۔ فقیر نے وجد و حال پر ایک رسالہ لکھا ہے اس وجد کو یہ لوگ ناچنا رقصِ عرفی سے تعبیر کرتے ہیں جیسے چشتیہ کے رقص پر ان کے اکابر نے الزام لگایا تھا جن کے جوابات ہمارے اکابر کے علاوہ مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی لکھے تھے۔ (السنیۃ الجلیئۃ فی سلسلۃ الجشتیہ)

**سوال.....** تمام مؤرخین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ **کان سرفاںج** فضول خرچ تھا اور فضول خرچ کو اخوان الشیاطین لکھا گیا ہے۔

**جواب.....** مخالفین نے اسراف کو نہ سمجھا حالانکہ شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا میلاد شریف و دیگر کار خیر میں ایسا کرنا اسراف میں نہیں آتا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک بار کسی نے کہا **لا خیر فی السراف** میں کوئی بھلائی نہیں تو آپ نے فرمایا **ولا سرف فی الخیر** اور بھلائی کے کام میں کوئی اسراف نہیں۔

فقیر شاہ اربل کے حالات میں تفصیل سے لکھ چکا ہے کہ شاہ اربل رحمۃ اللہ علیہ کا ننگر اور دیگر خراجات ایسے اہم امور مہمات میں تھے جنہیں آج دنیا ترستی ہے کہ کاش اس خوش قسمت سے کوئی ایک شعبہ تو سرانجام پائے لیکن یہ ہے کہ شاہ اربل مردِ مجاہدِ مرحوم کا کہ اس نے ایسے تمام شعبے خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے اور مخالفین شاہ اربل مرحوم سے اس لئے ناخوش ہیں کہ وہ میلاد شریف پر پانی کی طرح پیسہ کیوں بہاتا۔

**لطفہ.....** مخالفین نے مؤرخین کے محاسن شاہ اربل کے لفظ سرف سے فائدہ اٹھایا اور اس کے بعد کے پر لطف الفاظ (جو شاہ اربل مرحوم کے محلہ و محاسن پر مشتمل ہیں) سے آنکھ چرا لی یا عمدہ دھوکہ دینے کے ارادہ پر صرف سرف لے لیا وہ بھی اسلئے یہ لفظ عرف عام میں فضول خرچ کو کہتے ہیں حالانکہ شرع مطہرہ میں یہ لفظ مصرف سے اضافت پر مبنی ہے اگر مصرف خیر ہے تو اسراف محمود ہے اگر مصرف شر ہے تو وہ اسراف مذموم ہے لیکن مخالف کو شر سے کیا کیونکہ اس نے بہتان تراشا ہے خواہ شرع کی چوری کر کے یا علمی خیانت سے اور دھوکہ سے۔

## حضرت ابن وحیہ

آپ کو جتنا ان سے ہوسکا گھٹایا اور غلط سلط حوالہ جات لکھے اصل عبارات حسبِ عادت چھوڑ دیں اگر ان کتابوں کے حوالہ جات لکھتا تو اس کا اپنا بیڑا غرق ہوتا اسی لئے اصل عبارت نہیں لکھی حالانکہ جس طرح شاہ اربل کی بزرگی سخاوت اور علم و عمل کے جملہ مؤرخین اور علماء و مشائخ اور ائمہ محققین متفق ہیں ایسے ہی حضرت وحیہ کلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق سمجھے۔ فقیر چند حوالہ جات قلم کرتا ہے۔

ابن خلکان نے لکھا:

وہ جید علماء و مشاہیر فضلاء سے تھے..... سید سلیمان ندوی دیوبندی نے لکھا کہ وہ علم حدیث میں کمال رکھتے تھے۔ نحو و ادب تاریخ عرب میں ماہر تھے۔ (شمس الاسلام، بحیرہ) امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فی شرح مواہب لدنیہ ابن کثیر کی البدایہ و النہایہ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت ابن وحیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تفصیلی تعارف اور دیگر اقوال ائمہ و مشائخ اور علماء فقیر نے 'میلا دی شرعی حیثیت' میں لکھے ہیں۔

**انتباہ.....** جملہ مؤرخین و محدثین و ائمہ و مشائخ کو تو حضرت ابن وحیہ کلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محدث با کمال اور علم و ادب اور جید علماء و فضلاء سے لکھتے چلے آ رہے ہیں آج یہ میلا دشمنی میں انہیں جاہل اور کاذب اور احمق پاگل (معاذ اللہ) وغیرہ وغیرہ لکھ رہے ہیں۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ یہ پارٹی اپنے دعویٰ میں کہاں تک سچی ہو سکتی ہے جبکہ علمائے امت کچھ کہتے ہیں اور یہ تحریک وہابیت کی پیداوار ٹولی کیا کہتی ہے۔

**فائدہ.....** میلا دی صرف شاہ اربل نہیں بلکہ بے شمار شاہان اسلام اس کے حامل تھے چند نمونے حاضر ہیں۔



## میلادی شاہان اسلام

مقدمہ رسالہ ہذا میں اور مستقل تصنیف 'میلاد کی شرعی حیثیت' میں دلائل قاہرہ و براہین زاہرہ سے فقیر نے ثابت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد (ولادت) کا ذکر قرآن احادیث مبارکہ میں صاف ہے خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین و تبع تابعین مختلف طریقوں سے ہوتا رہا جس طرح تیسری صدی سے اسلامی فتون و احکام کی تدوین و ترتیب اور مستقل ہیئت سے ہوئی ایسے ہی میلاد شریف کے متعلق اسلامی کیفیت مختلف رہی چونکہ شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستقل طور پر ایسی شان و شوکت سے بالاثرام مجلس میلاد منعقد کی جس سے سابقہ طریقوں کو اجماعی کیفیت حاصل ہوئی اور شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام قرعہ میں آگیا ورنہ اس شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صدیوں پہلے خود مجلس میلاد کے نام سے محافل و مجالس گرم رہیں جنہیں فقیر نے صدی وار جلیل القدر قطب الاقطاب محبوب ربانی غوث صدانی سیدنا محی الدین السید عبدالقادر الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہ تاریخ کو محفل میلاد جمیع ممالک اسلامیہ میں مشہور تھی آپ چونکہ عالم اسلام کے اسی دور میں سے ہی پیران پیر تھے۔ اسی لئے آپ کے مرید و خلیفہ اور محدثین کے امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح کی عرب و عجم کے شرق و غرب کے ہر بلاد میں محافل میلاد بڑی دھوم دھام سے ہو رہی ہے ان سے پہلے کئی ائمہ کی تصریحات فقیر نے کتاب مذکورہ میں لکھی ہیں اسی لئے شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شیخ کامل عمر موصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مجلس میلاد کی ادا کیگی اور ایسی محافل کو شاہ اربل سے پہلے یا بعد کو جن شاہان اسلامی نے منعقد کیا فقیر چند اسلامی بادشاہوں کے حوالے عرض کرتا ہے تاکہ اہل ایمان سوچیں کہ ان میلاد دشمنوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بچہ چھاڑ کر شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غلط سلط حوالے جوڑ کر جی بھر کر گالیاں دے رہے ہیں اور جن کتابوں کے نام لکھے ہیں انکی اصل عبارات نہیں لکھیں از خود گالی بک دیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جن کے نام میلاد دشمنوں نے لکھے ہیں انہیں شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدائح اور کمالات کا کان چکا دڑ کو سورج بھی سیاہ محسوس ہوتا ہے تو اس میں چشمہ رنجہ گناہ۔

## ملک شاہ سلجوقی

ملک مظفر الدین کا کبوری یعنی شاہ ارسل محرم میں پیدا ہوا لیکن اس پیدائش سے قبل ۴۸۵ھ میں بغداد میں منعقد کی۔ (سیارہ ذابجست لاہور رسول نمبر) یہ بادشاہ بھی کوئی معمولی انسان نہ تھا عہد عباسی میں جب سلطان ملک شاہ سلجوقی کو عروض ہوا تو اس کے ایک سردار ابن البق خوارزمی نے ۴۸۶ھ میں دمشق کو فتح کیا اور خلیفہ مقتدی باقر اللہ اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کے نام خطبہ پڑھوایا (ایضاً) یہ شاہ ارسل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے کا بادشاہ ہے اب ان کے بعد والے ملاحظہ ہوں۔

## سلطان اورنگ زیب عالمگیر

سلطان اورنگ زیب عالمگیر نے ۱۰۸۴ھ دارالحکومت سے چلنے سے پیشتر ایک اہلکار حافظ رحمت خان کو لاہور بھیجا کہ وہاں پہنچ کر میلاد شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کما حقہ انتظام ۱۲ ربیع الاول کو کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی ابھی شاہی مسجد اختتام کو پہنچی تھی یہ جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک طرح شاہی اہتمام کے ذریعے تعمیر مسجد کا اختتام تھا۔ چنانچہ یہ تقریب لاہور میں بادشاہ کے آنے پر ۱۲ ربیع الاول ۱۰۸۴ھ کو منعقد ہوئی جبکہ بادشاہ ۱۲ ربیع الثانی کو حسن ابدال پہنچا اور وہاں سے ۷ ربیع الثانی کو کابل روانہ ہوا جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہے اور تاثر عالمگیری کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت 86-1-20)

## سلطان مصر

نے ۱۲ ہزار آدمیوں کے سایہ کیلئے ایک خوبصورت سائبان بنوایا جو صرف میلاد کیلئے لگایا جاتا تھا اور پھر لپیٹ دیا جاتا تھا۔ امام ابن جزری فرماتے ہیں، میں ۸۵۷ھ میں سلطان مصر کی طرف سے منعقدہ محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا اور محفل کی شان و شوکت دیکھ کر مجھ کو حیرت ہوئی میرے خیال میں اس محفل میں دس ہزار مشقال سونا خرچ ہوا ہوگا طعام خوشبو روشنی کا شاندار انتظام تھا پچیس حلقے چھوٹے عمر کے لڑکوں کیلئے تھے جو قرأت سے قرآن پڑھ رہے تھے۔



## ظاہر برقوق شاہ مصر

حضرت علامہ مولانا علی القاری مجدد گیارہویں صدی رحمة اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کو مزید تفصیل سے لکھا ہے کہ جیسے کہ امام شمس الدین ابن الجوزی المقرئ مقرب کا ارشاد ہے کہ محفل میلاد کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ محفل میلاد کرانے والے کیلئے وہ سال امن و سلامتی کا پیغامبر ہوتا ہے اور محفل میلاد کرانے والا جس کا متلاشی ہوتا ہے اور اس کا جو مقصود ہوتا ہے محفل میلاد اس کے جلد حاصل ہونے کی بشارت ہوتی ہے۔ مصر اور شام والوں پر محفل میلاد کی وجہ سے بہت عنایت ہے اور ایک باعظمت سال میں اسی میلاد مبارک کی رات کو مصر کے بادشاہ نے بڑا مقام حاصل کیا۔

میں ۸۵۷ھ میں میلاد شریف کی رات جبل علیہ کے قلعہ میں سلطان ظاہر برقوق شاہ مصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے وہاں جو منظر دیکھا اس سے مجھے ہیبت و مسرت محسوس ہوئی اور عوام کی بعض باتیں ناگوار گزریں۔

اس رات میلاد خوانی اور حاضرین میں سے واعظین، شعرا اور دیگر نوکروں ملازموں اور خدام پر جو خرچہ ہوا میں نے اسے قلمبند کر لیا دس ہزار مشقال خالص سونا قیمتی لباس کھانے مشروبات، خوشبوئیں، موم بتیاں علاوہ ازیں دیگر خورد و نوش کی سیر کرنے والی چیزیں اور نہایت خوش آواز قاریوں کی پچیس جماعتیں تیار کی گئیں اور ان میں سے ہر ایک قاری کو بادشاہ امراء اور معززین سے بیس بیس قیمتی جوزے ملے۔

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مصر کے بادشاہ حرمین شریفین کے خادمین جن میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار منکرات اور برائیوں کے خاتمہ اور مٹانے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ رعیت کو اپنی اولاد سمجھتے تھے اور عدل و انصاف میں انہیں کافی شہرت حاصل تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لشکر و مدد کے ساتھ ان کی حاجت روائی فرمائی ان میں سعید شہید مصدق ابو سعید حقیق جیسے جوان ہمت بادشاہ تھے۔ جب یہ بادشاہ حملہ آور ہونا چاہتے تھے تو محفل میلاد کو باعث فتح سمجھ کر چل پڑتے اور آپ یقین کیجئے کہ حقیق کے زمانہ میں قراء کی تمیں سے زیادہ جماعتیں نکل پڑتیں ہر قسم کے ذکر جمیل میں مصروف رہتیں جس کی وجہ سے بڑی طویل و عریض مہمات سر ہوئیں۔

(الموردی الروی فی المیلا والنبی قلمی مملو کہ فقیر اور اردو ترجمہ علامہ عقیلی مدظلہ)

## خلفائے عباسیہ

تقریباً ۱۶۰ ہجری میں خلیفہ مہدی عباسی کی حرم محرم اور خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ خیراں نے خلیفہ مہدی کی حیات میں اس قصر کو خرید کر مولد نبی کو قصر سے علیحدہ کر دیا اور اس مبارک مقام پر ایک مسجد تعمیر کرا دی جس میں نماز باجماعت ادا کی جاتی تھی اور پھر بعد میں ربیع الاول کے مہینے میں یہاں محفل میلاد شریف منعقد ہوتی تھی اور جس جگہ آپ کی ولادت ہوئی تھی اس کی خاص زیارت کی جاتی تھی۔ (رضائے مصطفیٰ گو جزائوالہ مضمون حضرت شاہ زید ابوالحسن فاروقی دہلوی)

**فائدہ.....** اس سے ثابت ہوا کہ میلاد شریف دوسری صدی میں ہوتا تھا اگرچہ باقاعدگی سے مروجہ صدیوں بعد انعقاد ہونے لگا اور یہ اصول اسلام کے منافی نہیں بلکہ عین مطابق ہے جیسے ہم نے بار بار عرض کیا۔

## شاہان ترک کے دور میں

ترکوں کے دور میں شاہانہ طریق سے نہ صرف میلاد شریف بلکہ مولد مبارک پر عید سے بڑھ کر رونق ہوتی۔ فقیر نے مولد مبارک کی بہار میں تفصیل سے لکھا ہے یہاں ایک رونق ملاحظہ ہو۔

## مکہ میں ربیع الاول

روز پیدائش آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے، اس کو عید یوم ولادت رسول اللہ کہتے ہیں۔ اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں۔ حرم شریف میں خفی مصلے کے پیچھے مکلف بچھایا جاتا ہے شریف مکہ اور کمانڈر حجاز مع اسٹاف کے لباس فاخرہ زرق برق پہنے ہوئے آکر موجود ہوتے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں حرم شریف سے مولد النبی تک دورویہ لائینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دوکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔ جائے ولادت اس روز بقعہ نور بنی ہوئی ہوتی ہے آتے وقت انکے آگے مولود خوان نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ۱۱ ربیع الاول جب نماز عشاء حرم محرم میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے ۲ بجے شب تک نعت مولود اور ختم پڑھتے ہیں اور رات مولد النبی پر مختلف جماعتیں جا کر نعت خوانی کرتی ہیں ۱۱ ربیع الاول کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت میں اہل مکہ بہت جشن کرتے، نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالس میلاد منعقد کرتے۔ (ماہنامہ طریقت لاہور جنوری ۱۹۱۷ء، ص ۳۰۲)



## مکہ معظمہ کی تقریب میلاد

گیارہویں ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کے درود یواریین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کیلئے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے خفی مصلے پر ادا کی۔

نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف صاحب کو عید میلاد کی مبارکباد دی پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شہر بھی شامل تھے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ مولد النبی کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولد النبی تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہو گیا اور ایک شخص نے نہایت مؤثر طریقے سے سیرۃ احمدیہ بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عام سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا۔ ایسے متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی تھی اور اس یوم سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کئے ہوئے تھی اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلاب عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی آخر میں قابل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوئے اس سے فارغ ہو کر سب نے مقام ولادت کی ایک ایک کر کے زیارت کی پھر واپس ہو کر حرم شریف کے ایک والان میں مقررہ سالانہ بیان میلاد سننے کیلئے جمع ہو گئے یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق اور اوصاف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچھریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاول کو ایک دن کیلئے بند کر دیئے گئے اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ آمین

ایں دعا از من و از اہل جمہ آئین باد الیاس قریشی ماخوذ اخبار القبلۃ مکہ مکرمہ

(ماہنامہ طریقت لاہور مارچ ۱۹۱۷ء، ص ۲۲، ۲۳، ۲۴)

شیخ قطب الدین الحقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲ ربیع الاول کو اہل مکہ کا معمول لکھتے ہیں:

(ترجمہ) ۱۲ ربیع الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا تمام علاقوں کے علماء فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے اور ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (وہ مکان جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی) کی زیارت کیلئے جاتے۔ ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں فانوس اور مشعلیں ہوتیں (گویا وہ مشعل بردار جلوس ہوتا) وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جبکہ نہ ملتی۔ پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتے تمام مسلمانوں کیلئے دعا ہوتی اور تمام لوگ پھر دوبارہ مسجد حرام میں آ جاتے واپسی پر مسجد میں بادشاہ وقت مسجد حرام اور ایسی محفل کے انتظام کرنے والوں کی دستار بندی کرتا۔ پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوا کہ دور دراز دیہاتوں شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ (الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام، ص ۱۹۶)

امام جمال الدین الکتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

(ترجمہ) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا دن نہایت ہی معظم مقدس اور محترم و مبارک ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود پاک اتباع کرنے والے کیلئے ذریعہ نجات ہے جس نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اس نے اپنے آپ کو عذاب جہنم سے محفوظ کر لیا۔ لہذا ایسے موقع پر خوشی کا اظہار کرنا اور حسبِ توفیق خرچ کرنا نہایت مناسب ہے۔ (جائے اللطیف تاریخ مکہ)

**فائدہ.....** تاریخ مکہ معظمہ پر بہترین تصنیف ہے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک محقق بزرگ دسویں صدی ہجری میں گزرے ہیں یہ سلسلہ غیر متعلقہ نجدیوں و ہابیوں نے آ کر توڑا۔ آج کل کے منکرین میلاد شریف اسی نجدی و ہابی کی تحریک کی پیداوار ہیں ورنہ اس سے قبل میلاد کی اس طرح روئیں تھی بلکہ اس سے بڑھ کر جو آج ہم محافل و مجالس منعقد کرتے ہیں۔



## ہمایوں بادشاہ ہند

حضرت علامہ علی القاری مصنف مرقات نے لکھا، علماء مشائخ مولد معظم اور مجلس مکرم کی جس قدر تعظیم کرتے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی اُمید کے پیش نظر اس جگہ حاضر ہونے کا انکار نہ کرتا تا کہ اس محفل کا نور و سرور حاصل ہو۔ شیخ المشائخ مولانا زین الدین محمود بہدانی نقشبندی کا واقعہ تو بڑا مشہور ہے۔ جبکہ سلطان زمان خاقان دوراں ہمایوں بادشاہ (اللہ انہیں غریق رحمت کرے اور بہترین جگہ عنایت فرمائے) نے حضرت شیخ کی زیارت کرنی چاہی تا کہ بادشاہ کو اس زیارت کی وجہ سے مدد و امداد حاصل ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ پرانے بادشاہ امداد کیلئے بزرگوں کے پاس حاضر ہوتے اسی پران کی کامیابی کا مدار تھا تو شیخ نے ملاقات سے انکار کر دیا اور اللہ کے فضل سے مستغنی ہونے کی وجہ سے بادشاہ کو اپنے پاس آنے سے بھی روک دیا تو بادشاہ نے اپنے وزیر برام خاں سے اصرار کیا کہ کسی جگہ اکٹھے ہونے کی صورت نکالی جائے چاہے مختصر سے وقت میں ہی کیوں نہ ہو۔ وزیر نے سنا ہوا تھا کہ یہ بزرگ کسی غمی و خوشی کی محفل میں شرکت نہیں کرتے ہاں البتہ جہاں محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو تو وہاں اس کی تعظیم کی خاطر حاضر ہو جاتے ہیں۔ جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا تو اس نے ایک شاہانہ محفل میلاد منعقد کرنے کا حکم دیا جس میں قسم قسم کے کھانوں، مشروبات، خوشبوؤں، اگر بیٹوں وغیرہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس محفل میں بزرگوں اور سنجیدہ لوگوں کو دعوت دی گئی تو حضرت شیخ بھی کچھ خدام لے کر محفل میں تشریف لائے تو بادشاہ نے بدست ادب اور توفیق ایزدی کی سعادت کیلئے خود لوٹا پکڑا اور وزیر نے بادشاہ کے حکم سے نیچے طشت تھامے رکھا تا کہ بزرگ مہربان ہو جائے اور نظر شفقت فرمائے تو بادشاہ اور وزیروں نے شیخ مکرم علیہ الرحمۃ کے ہاتھ دھلائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کی دعوت طعام کی برکت کی وجہ سے بزرگ کی خدمت کر کے انہیں بڑا مرتبہ اور بڑا مقام حاصل ہوا۔ (المورد والروی)

## جملہ اہل ہند

گیارہویں دسویں صدی کے مجدد ہمارے ملک ہندوپاک کے بارے میں لکھتے ہیں اور مجھے کچھ ناقلین اور محررین سے معلوم ہوا ہے اہل ہند تو اس سلسلہ میں دوسروں سے بہت آگے ہیں۔

## سلطان ابو محمد موسیٰ شاہ تلمسان

آپ بھی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم الشان جشن منایا کرتے تھے جیسے کہ آپ کے زمانہ میں اور ان سے قبل مفرک قصبی و اندلس کے سلاطین بھی منایا کرتے تھے۔ (محمد رسول اللہ محمد رضا مصری) یہی محمد رضا مصری لکھتے ہیں کہ سلطان تلمسان صاحب الرائع معززین کے مشورے سے شب میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک عام دعوت کا اہتمام کرتے تھے جس میں بلا استثناء ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت ہوتی تھی۔ اس محفل میں اعلیٰ قسم کے قالینوں کا فرش اور منقش پھولدار چادریں بچھائی جاتی تھیں۔ بڑے بڑے گول اور خوشنما نصب شدہ بخوردانوں میں بخور سلگایا جاتا تھا جو دیکھنے والوں کو پگھلا ہوا سونا لگتا تھا۔ پھر تمام حاضرین کے سامنے انواع و اقسام کے کھانے چنے جاتے تھے انعقاد محفل کے بعد سامعین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب و فضائل اور ایسے پاکیزہ خیالات کے مدو جزر اور خطابت سے تنوعات سے سامعین کے قلوب کو گرماتے تھے اور سامعہ کو لطف اندوز کر دیتے تھے۔ (محمد رسول اللہ ص ۳۳، ۳۴)

بہاولپور میں موجود ایک مخطوطے سے یہ بات سامنے لائی گئی ہے کہ ۱۲۰۷ء میں سلطان غیاث الدین بلبن کے بڑے لڑکے سلطان محمد کے عہد میں ملتان میں جلوس عید میلاد کا آغاز ہوا۔ منظور ملک کہتے ہیں، یہ ذکر حافظ جمال کے ایک ملفوظہ کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے یہ قلمی نسخہ میں نے بہاولپور کے ایک زمیندار کے ہاں دیکھا تھا اس میں مرقوم ہے کہ جلوس میلاد شوکت اسلام کا نمونہ ہے حاکم ملتان سلطان محمد جو متقی اور اصحاب تقویٰ کو دوست رکھتا ہے۔ پایادہ جلوس کی رہنمائی کرتا ہے اس کے بعد عمائدین شہر اور نعت خوانوں کا گروہ ہوتا ہے جو شاعر دربار کی قیادت میں منقبت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصروف رہتا ہے نعت خوانوں کے بعد مخادیم سادات و قریش کا گروہ ہوتا ہے اس معزز گروہ میں علماء و فضلاء ملتان بھی شامل ہوتے ہیں۔ بعد میں سرداران فوج ترکی و تورانی چہار آئینہ زیب تن کئے شامل جلوس ہوتے ہیں یہ جلوس تمام شہر کا چکر لگا کر قلعہ پر جا کر ختم ہوتا ہے جہاں سلطان محمد کے صرف خاص سے پر تکلف کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ نماز شکرانہ ادا کی جاتی ہے شہر میں چراغاں کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ (روزنامہ کوہستان عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمبر ۱۹۶۳ء)

## شاہان دوم

حضرت ملا علی القاری محقق و مجدد احناف نے لکھا، میرا خیال ہے کہ دوسرے بادشاہوں کی روش کے پیش نظر اہل روم بھی اس کا رخیہ میں پیچھے نہیں رہے ہوں گے۔



## شاہان اندلس اور مغرب

اندلس اور مغرب کے بادشاہ بھی محفل میلاد منعقد کرتے اور اس کیلئے ایک رات مقرر کر لیتے جس میں وہ گھوڑوں پر سوار نکل پڑتے اور جید علماء کرام کو اکٹھا کر لیتے اور جو بھی جس جگہ سے گزرتا تو وہ کفار میں کلمہ ایمان بلند کرتا۔ (الموردی الروی)

## شاہان ریاست بہاولپور

فقیر آخری تاجدار ریاست بہاولپور حضرت حاجی محمد صادق مرحوم کے دور میں جامع مسجد بہاولپور میں حاضر ہوا (جب اپنے گاؤں سے یہاں ہجرت نہیں کی تھی) تو بارہ ربیع الاول شریف نواب صاحب کی طرف کئی ٹوکریں مٹھائی کے آئے۔ چونکہ یہاں کے کارندے دیوبندی فرقے سے متعلق تھے اسی لئے ٹوکریں تو چپٹ کر گئے لیکن نہ ہوا ذکر خدا نہ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

## میلاد ہی میلاد

تحریک وہابیت سے پہلے سوائے فاکہانی اور چند اس کے حواریوں کے ہر طرف میلاد ہی میلاد محافل و مجالس کے بلند پایہ محقق سے لے کر ہر صدی کے ممتاز علماء و مشائخ لکھتے چلے آئے۔

(ترجمہ) اہل مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام شرق تا غرب ہمیشہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آ رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں۔ (المیلاد النبوی، ص ۵۱)

## میلاد دشمنوں سے آخری بات

میلاد دشمنی میں ایک عادل متقی عالم نئی بادشاہ جن کے متعلق تمام مورخین مذکورہ بالا صفات بالاتفاق لکھے ان میں بعض وہ مؤرخ بھی جنہوں نے ان کے صفات کاملہ کو دیکھ کر تاریخ لکھی کو بزورِ قلم فاسق و فاجر اور نامعلوم کیا کیا لکھ مارا کہ صرف اس غصہ میں کہ وہ مروجہ میلاد کا موجد ہے حالانکہ وہ موجد نہیں مروج (رواج دینے والا) ہے اگر ہو تو بھی یہ کوئی شرعی جرم نہیں یہ بھی وہابیہ دیوبندیہ کا اپنا گھریلو مصنوعی (من گھڑت) قانون ہے کیونکہ اسلام میں ہزاروں امور و مسائل کی ایجاد و ترویج ہوئی اؤلا تو ان کے موجد کا علم نہیں اگر ہے تو بعض امور ایسے جن کے موجد کا لے کافر ہیں مثلاً پکی اینٹ کی ایجاد فرعون کی ہے اور اسلامی مسائل اور احکام میں فقیر نے سینکڑوں مثالیں اپنی تصنیف 'بدعت ہی بدعت' میں لکھی ہیں منجملہ ان کے قرآن کے نقطے اور اعراب وغیرہ ہیں تفصیل فقیر کی کتاب 'بدعات القرآن' میں ہے۔

## اعراب القرآن

بالاتفاق اعراب القرآن اور نقطوں کا موجد حجاج بن یوسف ظالم، سفاک ہے جس کے ظلم و ستم کی مثال نہ سابقہ رحم میں ہے اور نہ آنے والوں میں مکان ہے۔ اس کے ظلم کی داستان طویل ہے مختصر فقیر اختصار کے ساتھ ایک واقعہ عرض کرتا ہے۔

## تعارف حجاج

حجاج بن یوسف ثقفی کا نام جب زبان پر آتا ہے تو وحشت و بربریت اور قتل و غارت گری کی تاریخ نگاہوں کے سامنے پھر جاتی ہے بلاشبہ وہ خدا کا عذاب تھا اور اس وقت کی اُمت کیلئے فرعون کی حیثیت رکھتا تھا اس خونخوار ظالم حاکم نے جنگوں کے علاوہ زمانہ امن میں ایک لاکھ سے زائد کو موت کی وادی میں دھکیل دیا اس کی تلوار جلیل القدر صحابہ کرام اور رہنمایان اُمت کے خون سے رنگی ہوئی تھی بڑی برگزیدہ ہستیوں کو شہید کیا مذکورہ جنگوں کے علاوہ تابعی ہے آخری مقتول جن کے خون ناحق سے حجاج کا دامن رنگین ہوا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جب حجاج نے انہیں دربار میں طلب کیا تو خدا کا یہ بندہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب تھا جس کی تربیت اور پرورش دنیا کے سب سے بڑے مصلح کے سائے میں ہوئی تھی اور جس کا قلب غیر اللہ کے خوف سے خالی تھا بے خوف، بے باک نہ حجاج کے پاس گیا انہوں نے دیکھا کہ خشونت کا پیکر قہر کا دیوار اور ظلم اور استبداد کی تصویر نگاہوں کے سامنے ہے خدا کی نصرت و حمایت کے یقین سے دل اور بھی پختہ ہو گیا زبان اعلان حق کیلئے بے چین ہو گئی اور کہنے لگی جہاد بالسان کا بہترین وقت و عمل یہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے اعلان حق سے باز نہ آنا یہی سب سے بہتر اور افضل جہاد ہے۔ شہادت کا اس سے اچھا موقع اور کیا ہو سکتا ہے۔

حجاج نے پوچھا، تیرا نام کیا ہے؟

سعید..... میرا نام سعید بن جبیر ہے۔

حجاج نے کہا، نہیں بلکہ تمہارا سعید بن کبیر ہے۔

سعید..... میرے نام کا علم تم سے زیادہ میری ماں کو ہے۔

حجاج..... تم اور تمہاری ماں دونوں کیلئے بد نصیبی مقرر ہو چکی ہے۔

سعید..... غیب کا علم تو صرف خدا کے پاس ہے۔

حجاج..... محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

سعید..... بلاشبہ وہ نبی رحمت اور ہدایت و رہنمائی کے امام ہیں۔

حجاج..... علی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ اس وقت کہاں ہوں گے، جنت میں یا دوزخ میں؟

سعید..... اگر میں وہاں گیا اور جو لوگ وہاں ہیں اگر انہیں پہچان سکا تو پہچان لوں گا۔



حجاج..... خلفاء ثلاثہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

سعید..... اسے جو خالق کو سب سے زیادہ خوش کرنے والا ہو۔

حجاج..... ان میں اپنے خالق کو سب سے زیادہ خوش کرنے والا کون ہے؟

سعید..... اس کا علم تو خدا کے پاس ہے جو ان کی کھلی اور چھپی باتوں کو جانتا ہے۔

حجاج..... میں چاہتا ہوں تم مجھ سے سچ ہی بولو۔

سعید..... اگر تم نہ چاہو تو بھی میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔

حجاج..... کیا بات ہے؟ ہم نے ابھی تک تم کو مسکراتے نہیں دیکھا؟

سعید..... وہ شخص بھلا کیسے مسکرا سکتا ہے جس کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اور جسے آگ کھا جائے گی۔

حجاج..... لیکن ہم تو ہنستے ہی رہتے ہیں۔

سعید..... سب کے دل ایک طرح کے نہیں ہوتے۔

ایسے بے ہودہ اور گستاخانہ سوالات اور ان کے سلجھے ہوئے صاف اور بے باکانہ جواب سن کر حاضرین مجلس سناٹے میں آگئے انہوں نے سمجھ لیا کہ بس ابھی وحشت و سفاکی کا برہنہ رقص شروع ہو جائے گا اور یہ بزرگ و برتر ہستی جو افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جابر والی حدیث پر عمل پیرا ہے حجاج کی بربریت و درندگی کا شکار ہو جائیگی اور حجاج کی سفاکی و درندگی جو آج سے قبل بھی کئی مرتبہ برہنہ ہو کر سامنے آچکی ہے آج پھر ناچے گی جس کی تلوار نے بے شمار اقتیاء اور صلحاء اُمت کو شہادت سے ہمکنار کیا ہے آج پھر بے نیام ہوگی اور اللہ کا ایک نیک بندہ حق گوئی و بے باکی کی پاداش میں اپنی جان سے جائے گا۔

حجاج ظلم و ستم اور امتحان کے نئے نئے طریقوں سے انہیں تول رہا تھا اس نے حکم دیا کہ سعید بن جبیر کے سامنے لعل و جواہر اور بیش بہا موتیوں کی کشتی پیش کی جائے۔ اب سعید بن جبیر نے ان اشیاء کو دیکھا تو فرمایا، حجاج! اگر تم نے یہ چیزیں اس لئے اکٹھی کی ہیں کہ ان کے ذریعے سے تم قیامت کے خوف و پریشانی سے خود کو بچا سکو گے تو بیشک تم نے ایک برا کام کیا ہے اور اگر یہ بات نہیں ہے تو قیامت کی دہشت اور اس وقت کی ہولناکی کیلئے تیار رہنا۔ جب ایک ماں اپنے شیرخوار بچے کو بھول جائیگی۔ اب حجاج نے عیش و نشاط کی محفل آراستہ کی سامانِ موسیقی منگوا یا، ستار کے تاروں کو چھیڑا، بانسری نے آواز دی جسے سن کر سعید رو پڑے

اور فرمایا، حجاج ! یہ لہو و لعب اور بے فکری کی محفل نہیں یہ تو بزم غم ہے اور یہ آلات موسیقی جو تم نے منگائے ہیں بندے کیلئے سامانِ عبرت ہیں بانسری کا یہ نغمہ صور قیامت کی یاد دلاتا ہے، ستار کی یہ لکڑی بتاتی ہے کہ تم نے ناحق اپنی ذہنی آسودگی اور تفریح طبع کیلئے درخت کو کاٹا اور ستار کے یہ تار کو تم کیا جواب دو گے اس دن جب وہ جانور آکر تمہارا دامن پکڑے گا اور تم سے اپنا حق طلب کرے گا کہ کیوں تم نے اسی کے بالوں سے یہ تار بنائے !

حجاج نے کہا، سعید تمہارے اوپر افسوس ہے۔

اس کے اوپر افسوس کرنے کی ضرورت نہیں جو نامہ جہنم سے محفوظ ہو اور جنت جس کیلئے مقرر ہو چکی ہو۔

ارے بد بخت ! تو خود کوئی سبیل اپنے لئے پیدا کر جیسے تو مجھے مارے گا آخرت میں خدا بھی تیرے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرے گا۔ حضرت سعید بولے۔

حجاج نے کہا، اچھا تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم کو معاف کر دوں؟

معافی؟ تم سے! اس کا سزاوار تو صرف خدا ہے۔

لے جاؤ اسے موت کی وادی میں، اسے بھی اس میں دھکیل دو اور اس کی زبان ہمیشہ کیلئے خاموش کر دو۔

اپنی موت کا فیصلہ سن کر سعید بن جبیر ہنس پڑے اور فرمایا، حجاج مجھے ہنسی آتی ہے کہ تم اللہ پر جرات کرتے ہو۔

جب جلا دوں نے انہیں قتل کرنا چاہا تو وہ قبلہ رخ کھڑے ہو گئے اور تلاوت کی: **’انی وجہت وجہی الآخر‘**

حجاج نے حکم دیا کہ اس کا رخ قبلہ کی طرف سے پھیر دو۔

آپ نے فرمایا: **’اینما تولوا فثم وجه اللہ‘**

آپ کو منہ کے بل گرا کر شہید کر دیا گیا جب آپ زمین پر گرائے گئے زبان سے کلمہ شہادت نکلا:

**اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمد عبده و رسوله**



## حجاج ظالم کا برا حال

شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موجود میلاد شریف کے حالات اور ظالم حجاج کے کوائف کا موازنہ کر کے ناظرین فیصلہ فرمائیں کہ وہ خوش بخت جو عیسائیوں کے مقابلہ میں جنگ لڑتے شہید ہو اور شہید کے رمراتب کا حال ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ آئیے اس ظالم موجود اعراب القرآن والعقظ کا انجام بھی دیکھ لیں جس کے سیاہ کارنامے سب کو معلوم ہیں۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے فوراً بعد حجاج کو بھی موت نے آدھو چا اور رمضان ۹۵ھ میں دنیا اس کے وجود سے پاک ہو گئی کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے مرض موت میں حضرت سعید بن جبیر کو خواب میں دیکھا کہ وہ اس کا دامن پکڑ کر کہہ رہے تھے او دشمن خدا! تو نے مجھے کیوں قتل کیا؟ حجاج چیخ مار کر بیدار ہو گیا۔ بار بار اسکی زبان سے سنا جاتا، میرا اور سعید بن جبیر کا کیا معاملہ ہے میرا اور سعید بن جبیر کا کیا معاملہ ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج کی موت کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ حجاج نے جواب دیا، ہر مقتول کے بدلے مجھے ایک ایک مرتبہ قتل کیا گیا مگر سعید بن جبیر کے بدلے میں مجھے ستر مرتبہ قتل کیا گیا۔

اے انصاف والو! بلا تفریق ہر اہل ایمان جسے خوفِ خدا ہے اور اسے بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہونا ہے سوچ کر فیصلہ کرے کہ ایک ظالم سفاک جس نے ہزاروں جلیل القدر صحابہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ظلماً قتل کیا اس کی ایجاد کردہ بدعت سے مخالفت نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا وجود کی حد تک ہے اور وہ عادل متقی عالم نخی غازی شہید بادشاہ جس کی رعایا عیش و آرام کی زندگی بسر کرے اور وہ خود پھٹے پرانے لباس میں گزارہ کرے اسکی ایجاد نہیں بلکہ ترویج پر اس پر بہتان تراش کر کے از خود اسے فاسق و فاجر قرار دے کر غیظ و غضب کا اظہار کر کے عداوت بہ نبوت نہیں تو اور کیا ہے! غور فرمائیے کہ ظالم حجاج نے قرآن کی ترویج کیلئے بدعت ایجاد کر دی تو ہم سب نے قبول کر لیا اور ایک نیک بخت بندہ خدا نے قرآن والے خدا کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت کی ترویج کیلئے پہلے سے ایجاد شدہ اصطلاح میلاد کو مروج کیا تو اسے کوئی قبول نہیں کرتا تو برا تو نہ منائے لیکن یہ قلبی مرض لا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فی قلوبہم مرض** ان کے قلوب میں بیماری ہے اور یہ بیماری لا علاج ہے ہم نے جو دلائل سے سمجھا نا تھا عرض کر دیا اس کے بعد اختیار بدست مختار۔

## منکرین میلاد سے چند سوالات

- ☆ قرآن مجید کی تسہیل کیلئے یسرنا القرآن کا موجد کون؟
- ☆ تلاوت قرآن مجید کے بعد صدق اللہ العظیم الخ پر ختم کرنے کا موجد کون؟
- ☆ جلسوں میں نعرے مروجہ کا موجد کون؟
- ☆ تمہارے القابات مولوی، مولانا، علامہ، شیخ الحدیث والتفسیر حافظ وغیرہ کا موجد کون؟
- ☆ نماز میں زبان سے نیت کا موجد کون؟ وغیرہ وغیرہ۔

فقیر نے تصنیف 'بدعت ہی بدعت' میں سینکڑوں مسائل شرعیہ کو گنا ہے جو خیر القرون کے بعد ایجاد ہوئے جن کے موجدین کا کوئی علم نہیں یا ہے تو بھی اسلام میں مرغوب مطلوب ہیں لیکن میلاد دشمنی میں یا رنگوں نے تحریک وہابیت کے اثر سے خواہ مخواہ اہلسنت کے اکثر عقائد و مسائل کو بدعت کا نشانہ بنایا۔

**فیصلہ حق.....** وہابی تحریک سے پہلے تاریخ پر ایک غائرانہ نگاہ ڈالیں تو روز روشن سے زیادہ روشن نظر آئے گا کہ جملہ اہل اسلام محافل میلاد کا انعقاد صد برکات سمجھتے تھے اور اب بھی غور فرمائیں اس محفل کی وہی پارٹیاں مخالف ہیں جو وہابی تحریک سے متاثر بلکہ اس کے بانی محمد بن عبدالوہاب کو مصلح اعظم یا کم از کم ایک انسان سمجھتے ہیں اور اسے شرعی اصولوں سے دیکھا جائے تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و معجزات اور سیرت کا اظہار ہے اور اس کا کوئی بھی منکر نہیں۔ صرف نام میلاد رکھتے اور اس کے مختلف طریقوں کی تبدیلی سے انکار کرتے ہوئے عذر لنگ پیش کرتے ہیں۔ یہ ان کا تحریک وہابیت پر مہر ثبت کرنے والا معاملہ ہے ورنہ قرآن مسجد اور دیگر ہزاروں اسلامی مسائل عہد رسالت سے لے کر تاحال کئی نام بدلے اور ان کے سینکڑوں طریقے تبدیل ہوئے ان کی تبدیلی سے انکار کے بجائے اسلام کے عاشق بن کر ہم سب سے بڑھ کر ان پر عمل کرتے ہیں۔



## موجد میلاد پر حملہ

اگرچہ محافل میلاد کا انعقاد شاہ اربل مرحوم سے صدیوں پہلے ہوتا چلا آ رہا تھا لیکن چونکہ انہوں نے خصوصیت سے دلچسپی لی تو ان کے نام قرعہ نکل آیا۔ یہ ایسے ہے جیسے قرآن تو پہلے سے جمع ہوتا چلا آیا تھا لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی اہتمام کے ساتھ لغت قریش پر جمع کرنے پر جامع القرآن کے لقب سے نوازے گئے۔ یہ عذر بادشاہ فاسق تھا ظالم تھا وغیرہ وغیرہ یہ بھی بنی پر جہالت اور افترا بہتان کے سوا کچھ نہیں۔ فقیر نے اس درویش اور ولی کامل بادشاہ کے متعلق سے بہت کچھ سپرد قلم کیا ہے اس سے اہل انصاف کے سامنے حقیقت سامنے آگئی ہے کہ میلاد دشمنی میں وہابی تحریک کے عشاق کیسی کیسی گندی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ خوانخواستہ بقول ان کے یہ بادشاہ ایسے تھے جیسے انہوں نے سمجھ رکھا ہے تو پھر میلاد کی برائی کیوں؟ جبکہ قاعدہ ہے کہ فعل کے حسن کو دیکھا جاتا ہے موجد کو نہیں۔ **انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال** وہ دیکھ جو اس نے کہا یہ نہ دیکھ کہ کس نے کہا۔ **خذ ما صفادع ما کدر** اچھالے برا چھوڑ۔

**حجاج بن یوسف**..... مانا کہ بادشاہ اربل رحمۃ اللہ علیہ میں علمی خامی ہوگی (اگرچہ معاملہ برعکس ہے) لیکن حجاج بن یوسف جیسے ظالم نہیں ہوں گے حجاج بن یوسف کا ظلم و ستم اور فسق و فجور عالم اسلام کا تسلیم شدہ ہے اور شاہ اربل کو صرف یہی فاسق و فاجر کہتے ہیں اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ وہ حجاج بن یوسف جس نے قرآن مجید میں درجنوں بدعات (مختلف طریقہ ایجاد کئے) مثلاً تقسیم تیس پاروں اور ان کے اسماء وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل فقیر کے رسالہ بدعات القرآن میں دیکھئے تو قرآن جیسی مقدس کتاب کی بدعات پر عمل جائز اور حجاج بن یوسف کا ظلم و ستم گوارہ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اقدس کے متعلق ایجادات کا عذر دیکر اور شاہ اربل مرحوم کو بدنام کر کے عذر لنگ صاف بتاتا ہے کہ ہے دل میں کالا کالا۔

**ایک دیگر تہمت کا ازالہ**..... شاہ اربل مرحوم کو مسرف (فضول خرچ) کی تہمت لگائی تھی اس کا جواب فقیر گزشتہ اوراق میں لکھ چکا ان پر ایک اور تہمت بھی لگا دیتے ہیں وہ یہ کہ وہ سرور گانے کا عاشق تھا اور ساتھ خود سرور گانے کی محفل میں ناچتا تھا (معاذ اللہ) فقیر واقعات تفصیل سے لکھ چکا ہے کہ بادشاہ کی محفل ناچ سرور گانے کی نہیں بلکہ جہاد اور میلاد کی محافل میں حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے قصائد سنتا تھا اور جہاد کے وقوف کی محفلیں ہوتی تھیں ان قصائد کو سن کر بادشاہ عاشق رسول کو وجد آ جاتا تھا وجد کی کیفیت طاری ہونے پر بادشاہ اربل وجد کی طرح بیخود ہو کر کربل کی طرح تڑپتا تھا اور یہ جملہ امور برے نہیں بلکہ شرعاً نہ صرف جائز بلکہ اہل حق کی نظروں میں ایسا شخص بلند پایہ انسان سمجھا جاتا ہے ہاں تحریک وہابیت کے عشاق ایسی محافل اور اسے امور اور ایسے بزرگوں کے افعال کو ناچ گانا کہنے کے عادی ہیں۔

**لطفہ.....** ابھی چند سال پہلے کی بات ہے سعودی حکومت نے تمام میلاد کرنے والوں کو حرمین سے جبراً نکال دیا تھا۔ اس کی اس فتیح حرکت پر عالم اسلام سے احتجاج ہوا تو سعودیوں نے جو جواب دیا ہوگا انہیں معلوم لیکن ہمارے ملک پاکستان سے ان کے ریال خوروں نے اخبارات میں یہ عذر کیا کہ جن لوگوں کو حرمین سے نکالا گیا وہ حرمین میں سرور گانے کی محافل رچاتے اور ان محافل میں ناچتے تھے۔ (لاحول ولا قوۃ)

### یہودیوں کی تقلید

ہمارے ملک پاکستان کے ریال خوروں کا یہ عذر ایسے ہے جیسے یہودیوں نے اسلام پر ایک تہمت تراشی جو ذیل میں فقیر من و عن نقل کرتا ہے۔ اس کا عنوان مسجد نبوی میں رقص تھا اس کا جواب ماہنامہ 'السعد' ملتان نے دیا اس کا عنوان تھا 'پاکستان کے ایک صحافی کی خوفناک جسارت' یہ جواب مولوی نور احمد خان فرید (ساکن چٹوکی) مدرس انوار العلوم نے تحریر فرمایا ملاحظہ ہو۔

'السعد' کے ناظرین کرام اس عنوان کو پڑھ کر حیران ہوں گے اور ان کی عقل باور کرنے کو تیار نہیں ہوگی واقعی عقل سلیم اس عنوان کی صداقت کو باور کرنے کو تیار ہو ہی نہیں سکتی۔ 'رقص' کا 'مسجد نبوی' سے کیا تعلق؟

لیکن یقین فرمائیے کہ اس عنوان سے ۵۰ میں ایک سیر حاصل مقالہ چھپ چکا ہے صاحب مضمون نے بخاری شریف کی حدیث پیش کی ہے اور پھر اس سے رقص اور غنا کی اباحت ثابت کی ہے۔ وہ اپنے مضمون کو اس طرح شروع کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عید کا دن تھا اہل سوڈان برچھیاں اور ڈھال ہاتھ میں لئے اپنا ناچ دکھا رہے تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ناچ دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور اہل سوڈان سے مخاطب ہو کر فرمایا، شروع کرو.....! آخر جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا کیوں بس؟ میں نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ نے حبشیوں سے فرمایا اچھا اب جاؤ۔ (بخاری باب عیدین)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں رقص اور غنا حرام نہیں ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اس سے محفوظ نہ ہوتے۔ دوسرا رقص مسجد نبوی میں ہوا۔ تیسرے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اس کھیل کو شروع کرایا۔ چوتھے آپ دیر تک بمعہ اہل و عیال دیکھتے رہے۔ پانچویں آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلے پوچھا کہ ناچ دیکھنا چاہتی ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ فعل اضطراری نہیں تھا، اختیاری تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رقص جائز ہے اگر ناجائز ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد نبوی میں حبشیوں کا رقص نہ دیکھتیں۔ (اصل مضمون ختم)



## جوابات

صاحب مضمون نے جس حدیث پاک کا ترجمہ دیا ہے اس کے نفس مضمون سے انکار نہیں لیکن انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات گرامی سے رقص، ناچ اور کھیل کے الفاظ منسوب کر کے جو خوفناک جسارت کی ہے اس سے شدید اختلاف ہے کیونکہ حدیث شریف میں درق اور حراب کے الفاظ آئے ہیں جن کے معنی خود صاحب مضمون نے برچھی اور ڈھال کیلئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ سوڈان کے حبشی برچھی مارنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روجی فداہ مسلمانوں کو عسکری ترتیب دینے کیلئے فرصت کے اوقات میں بالعموم اور عیدین کی تقریب پر بالخصوص آلات حرب سے مصنوعی جنگ کرایا کرتے تھے سوڈان کے حبشیوں سے بھی یہ مظاہرہ محض اس لئے کرایا گیا کہ مسلمانوں کو برچھی چلانے اور برچھی روکنے کا ڈھنگ آجائے۔ واقعات شاہد ہیں کہ عہد رسالت کی مسلمان بیبیاں جنگوں میں حصہ لیا کرتی تھیں اور اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو وہ جوان ہمت خاتون تھیں جنہوں نے جنگ جمل میں بیس ہزار نیرد آزما مسلمانوں کی قیادت فرمائی چونکہ مسلمان عورتوں کو بھی لڑائیوں سے سابقہ پڑتا تھا اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی یہ جنگ دیکھنے کی اجازت عطا فرمائی مگر اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بی بی صاحبہ کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا تھا اور بی بی صاحبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی ہو کر کان اور گردن کے درمیان سوراخ سے ملاحظہ فرماتی رہیں۔

اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ یہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسسترنی بردائد لا نظر

الی بعینہم بین اذنه وعانتفه الخ

شرح بخاری یعنی کے بیان کے بموجب یہ واقعہ 'حجاب' سے پہلے کا ہے۔

وقبل هذا كان قبل نزول قد للمؤمنات يفضضن من ابصارهن

اس واقعہ سے صاحب مضمون نے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ درست نہیں اس سے صرف مصنوعی جنگ کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔

ونيه جوان اللعب بالسلح للتدريب علم الحرب والنقيشط على هـ

حافظ نذراحمہ صاحب گینوی فاضل السنہ شرقیہ نے بھی اس حدیث پاک سے یہی استخراج کیا ہے۔ فرماتے ہیں، یہ واقعہ پیش کرنے کے بعد میں یہ سوال کرتا ہوں کہ آخر اس منظر کے دکھانے کا مقصد کیا تھا جنگی روح برقرار رکھنے اور جوش حرب قائم رکھنے کا ایک ذریعہ تھا؟ (حقیقت اسلام، صفحہ ۳۶۔ فروری)

اب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے، ججشی پروگرام ہتھیاروں کی صورت کا تھا۔ اس کو ناچ گانے کے لفظ سے تعبیر کرنا صحیح نہیں ہے اور یہ واقعہ بھی ابتداء کا ہے کہ اس وقت پردے کی زیادہ بندش نہ تھی۔ اس کو ناچ کہنا اور ناچ کے جواز پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ (دستخط اور مہر دارالافتاء مدرسہ اسلامیہ دہلی)

بہر کیف جنگلی کرتب اور ہنر چیرے دیگر است اور رقص ناچ چیزے دیگر است۔

دیگر آج کا سینما تھیٹر اور عریاں ناچ کی گرم بازاری ہے اگر ہم صاحب مضمون کے استدلال کو صحیح تسلیم کر لیں تو اس سے بہت سے فتنوں کا فتح باب ہو جائے گا۔ جن کا روکنا پھر ہمارے بس کا روگ نہ ہوگا۔ مدیر کوثر کا انتقامی نوٹ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں، 'ٹریبون' کا فلمی نقاد لاہور کی سینما کی دنیا پر تبصرہ کرتا ہوا 'پہلی نظر' اور 'زمینت نامی' دو فلموں کا ذکر کرتا ہے اور لکھا ہے، یہ دونوں فلمیں محمدی معاشرتی کھیل ہیں۔ جو دلچسپ کہانیوں اور کافی عوام پسند گانوں پر مشتمل ہیں۔

ایک غیر مسلم اخبار کے نقاد و مبصر کی اس جاہلانہ رائے زنی پر کیا کیا جائے جس غریب کو یہ معلوم ہی نہیں کہ فلمی کہانیوں اور گیتوں کو اس مقدس پاکباز اور پاکیزہ سیرت کے وجود سے کوئی تعلق نہیں ہے جسے آسمان اور زمین میں محمد کے محبوب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس ذات اقدس کے ظہور کے اغراض میں سے ایک غرض یہ بھی ہو کہ وہ مزا میر کو ختم کر دے یہ کتنی گستاخی ہے اس کے اسم گرامی کے ساتھ یہ کھیل اور گانے جیسے الفاظ چسپاں کئے جائیں۔

مدیر 'کوثر' نے جس رنج اور غم کا اظہار 'مدیر ٹریبون' کے خلاف کیا ہے وہ ان کے قوت ایمانی کی دلیل ہے لیکن مدیر ٹریبون تو خیر ایک غیر مسلم تھا اور اس کی رائے کو بھی جاہلانہ کہہ کر ٹھکرا دیا گیا ہے لیکن اس مسلمان کی ناواقفانہ رائے کے متعلق وہ کیا فرمائیں گے جو نہ صرف کھیل کو محمدی کہتا ہے بلکہ اس کے بموجب:

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کھیل شروع فرمایا۔

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ محترمہ کو (جن سے نصف دین ہم تک پہنچا) اس کھیل کے دیکھنے کی دعوت فرمائی۔

☆ بانی اسلام اپنی اہلیہ محترمہ سمیت دیر تک اس کھیل رقص اور ناچ سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ (نقل کفر کفر نباشد)

☆ یہ کھیل رقص اور ناچ اس مسجد مبارک کے صحن میں ہوا جس میں ایک نماز پڑھنے سے ہزاروں کا ثواب ملتا ہے جس کی بنیاد نص قرآنی کے مطابق تقویٰ اور پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔

اس مضمون سے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخت توہین ہوتی ہے یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سراسر بہتان ہے اور اس کے تراشنے والا آریہ سماجی ہندو نہیں کوئی پادری نہیں بلکہ ایک ایسا شخص ہے جسے سرورِ عالم فدا ابی وای کی امت سے ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اب اس کا شکوہ کریں تو کس سے؟

☆ من از بیگا نگاں ہر گس نالم ☆ کہ با من ہر چہ کہ و آں اشا کرد



**الجواب.....** حبشی کھیل یعنی ہتھیاروں کی بندش کی صورت کا تھا اس کو ناچ کے لفظ سے تعبیر کرنا صحیح نہیں ہے اور یہ واقعہ ابتداء کا ہے کہ اس وقت پردے کی زیادہ بندش نہ تھی اس کو ناچ کہنا اور ناچ کے جواز پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔ (محمد کفایت اللہ کا امینہ دار الافتاء اسلام آباد دہلی ۱۹۱۲ء)

ناظرین غور فرمائیے کہ جو پارٹی وہابی دیوبندی مودودی خود حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی غلط تہمتوں سے نہیں چوکتی وہ ایک بادشاہ پر اگر بہتان تراشی کرے تو کون سی بڑی بات ہے اس لئے ہم میلاد شریف منانے والوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہیں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے عمل پر جانفین طعن و تشنیع کرتے ہیں اور انہیں یہ کہہ کر پریشان کیا جاتا ہے کہ یہ رسم (میلاد) ایک غلط کار بادشاہ کی ایجاد ہے تو یہ انکا جھوٹ اور سراسر بہتان ہے اور یہ بھی انکا غلط نظریہ ہے کہ موجد میلاد غلط کار تھا حالانکہ وہ موجد نہیں بلکہ عاشق میلاد تھا جس کا کارنامہ قابل ستائش ہے اور وہ عاشقان رسول کو محبوب ہے۔ جیسے قرآن مجید کی خدمات حجاج بن یوسف ظالم کے قابل ستائش ہیں تو ہم حجاج بن یوسف کی ذات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔

ہماری نگاہ قرآن پر ایسی ہی شاہ اربل کی میلاد کی خدمات پر ہماری نگاہ شاہ اربل کی ذات پر نہیں بلکہ صاحب قرآن ہے۔ **لنناس می یعشوقون مذہب** ہر ایک جو جس سے عشق ہے وہی اس کا مذہب ہے ہمارا مذہب عشق ہے اس پر ہمیں ناز ہے۔ کوئی اس دولت سے محرومی پر ماتم کرے **کل حزب بما لا بینہم فرحون** ہر ایک اس سے خوش ہے جو اسکے پاس ہے اسی سے خوش ہے الحمد للہ ہمارے پاس عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت ہے اس پر ہمیں فخر ہے بلکہ اسی کو آخرت میں اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔

**نوٹ.....** حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جس ادارہ نے تہمت تراشی کی وہ دراصل ایک غیر مسلم (یہودی، نصرانی، دہریہ) ہے اس کا نام نہاد مسلمان (دیوبندی، وہابی فرقہ) سے تعلق رکھتا ہے جس کا رد پہلے اس پارٹی کے مدیر مدثر نے کیا اس کے بعد مضمون نگار السعید نے۔ اس سے ناظرین سوچیں کہ جو پارٹی جس طرح کی تہمتیں حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لگا رہی ہے وہی پارٹی آپ کے ایک پاکباز، متقی، پرہیزگار خادم اسلام عاشق رسول امتی بادشاہ اربل پر تہمت لگا رہی ہے تو جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تہمت لگانے سے اس پارٹی نے اپنا انجام برباد کیا ہے، امتی عاشق شاہ اربل پر تہمت لگائی تو اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کے متعلق ہے۔

## شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اور شاہ اربل رحمہما اللہ

شاہ اربل مرحوم وہ خوش قسمت بادشاہ ہے جس کا مشیر ان کاروں میں سے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سربراہ سلسلہ سہروردی قدس سرہ تھے چنانچہ علماء کے اسماء نقشہ دے کر لکھے ہیں تو انہیں شاہ اربل کے مشیر سلطنت حضرت شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو لکھا ہے۔

**نوٹ.....** اہل اسلام غور فرمائیں کہ جس خوش قسمت بادشاہ کے مشیر بانی سلسلہ سہروردیہ ہوں اس کی سلطنت کتنی بابرکت ہوگی اور واقعی نہ صرف بابرکت بلکہ نظام مصطفوی کی پوری پابند سلطنت جس کی نظیر عالم اسلام میں بہت کم ملے گی۔

الہنایہ والنہایہ الا بن کثیر مطبوعہ بیروت۔ لبنان ج ۱۳ ص ۱۴۸ کی اصل عبارت عربی اس لئے کہ جن مخالفین نے شاہ اربل اور ابن وحیہ پر رکیک حملے کئے ہیں ان کے امام ابن کثیر کی شہادت قلمی ان کی کذب بیانی کی تردید کیلئے کافی ہے۔



## الملك المظفر ابو سعيد كوكبرى

ابن زين الدين على بن تبكنكين أحد الاجواد والسادات الكبراء والملوك الامجاد، له آثار حسنة وقد عمر الجامع المظفرى سفح قاسيون، وكان قدهم بسياقة الماء اليه من ماء بذيرة فمنعه لا معظم من ذلك، واعنل بانه قديم على مقابر المسلمين بالسفوح وكان يعمل المولد الشريف فى ربيع الاول ويجفل به احتفا الا هتلا، وكان مع ذلك شهما شجاعا قاتكا بطلا عاقلا عالما عادلا رحمه الله واكرم منواه، وقد صنف الشيخ ابو الخطاب ابن دحية له مجلدا فى المولد النبوى سماه التنوير فى مولد البشير النذير، فجازه على ذلك بالف دينار، وقد طالت مدته فى الملك فى زمان الدولة الصلاحية، وقد كان محاصر اعكا والى هذا السنة محمود السيرة والسريرة، قال السبط حكى بعض من حضر سباط الظفر فى بعض الموالد كان يمدفى ذلك السباط خمسة الاف راس مشوى وعشرة الاف دجاجة ومائة الف زبدية، وثلاثين الف صحن حلوى، قال ان كان يحضر عنده فى المولد اعيان العلماء والصوفية فيخلع عليهم ويطلق لهم ويعمل للصوفية سمعا من الظهر الى الفجر، ويرقص بنفسه معهم، وكانت له دار ضيافة للوافدين من اى جهة على اى صنفه وكانت صدقانه فى جميع القرب والصرعات على الحرمين وغيرهما، ويتفك من الفرنج فى كل سنة خلقا من الاسارى، حتى قيل ان جملة من ستفكه من ايديهم ستون الف اسير، قالت زوجة ربيعة خاتون بنت ايوب، وكان قد زوجه اياه اخوها صلاح الدين، لما كان معه على عكا قالت كان قميصه لا يساوى خمسة دراهم فعائية ملك فقال ليسى ثوبا بخمسه وتصدق بالباقي خير من ان اليس ثوبا مثمنا وادع الفقير المسكين وكان يصرف على المولد فى كل سنة ثلاثمائة الف دينار وعلى دار الضيافة فى كل سنة مائة الف دينار وعلى الحرمين والمياة بد رب الحجاز ثلاثين الف دينار سوى صدقات السر، رحمه الله تعالى، وكانت وفاته بقلعة اربيل، واوصى ان يحمل الى مكة فلم يتفق فدفن بمشهد على -

﴿ ترجمہ سابق اوراق میں آچکا ہے۔ ﴾

ہذا آخر مرقمہ الفقیر القادری

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۵ شعبان ۱۴۱۳ھ ۲ فروری ۱۹۹۲ء